حکومتِ پاکستان سے باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت
لاہور
پاکستان

یوتھ انٹرنیشنل

جتوئی پاکستان کے پہلے باعزت وزیر اعظم

شاہ فہد ایک مدبر بادشاہ

..... اور میاں نواز شریف وزیر اعظم بن گئے

حسن کی ملکہ نمبر ون اداکارہ مادھوری ڈکشٹ

NOTICE OF DISMISSAL FROM SERVICE

8463846 Mr Muhammad Nasir
Ex - Sub Engineer B&R Gde - II
Gali Arainwali, House No.w/1741
GUJRANWALA.

Dismissal order bearing No.8463846/EIC - II dated 14 Oct 90 sent at your permanent address under Registered Post has been received back undelivered.

You are therefore informed through this publications that show cause Notice No. 21203/846/A dated 24 Mar 90 served on you by DG CWO has been finalized by EinC (Authority) by awarding the following punishments :-

a. Dismissed from services.

b. Absence period wef 19 Feb 90 to 09 Oct 90 will be regularized as EOL without pay/allowances.

Dated of Award : 09 Oct 1990.

Lt. Col.
for Engineer-in-Chief
(Syed Shamsuddin)
6 Nov. 1990

PID (I) 1687.

129 سالہ خدمت کا
ایک نایاب ریکارڈ

پاکستان ریلویز کی بنیاد ۱۸۶۱ء میں رکھی گئی۔ اس طرح ہمیں عوام کی خدمت
کرتے ہوئے ۱۲۹ سال ہو گئے ہیں۔
خدمت کا اتنا لمبا ریکارڈ خاصہ نایاب ہے اور ہمیں اس پر بے انتہا فخر ہے۔

آپ کا تعاون۔ بہتر خدمت کی ضمانت

پاکستان
ریلوے

Midas

CAPITAL DEVELOPMENT AUTHORITY

(Procurments Directorate)

TENDER NOTICE

Sealed tenders are invited for the appointment of Clearing & Forwarding Agents at Islamabad Airport as per terms and conditions laid down in the tender documents.

Tender documents are obtainable on payment of Rs. 200/- (non-refundable) from Date of Procurments, CDA Sitara Market, C-7, Markaz, Islamabad OR Liaison Office, Room No. 1, 4th Floor, Habib Bank Building, Corner M.A. Jinnah/Abdullah Haroon Road, Karachi.

The undersigned reserves the right to reject any or all the tenders witout assigning any reason.

The tender will be received upto 1100 hours on 3rd December, 1990, and will be opened in public on the same day in the office of the undersigned at 1130 hours. No tender will be sold on the date of opening of tenders.

PID(I) 1720.

(S.ALI RAZA)
Director Procurement
Tele : 823454

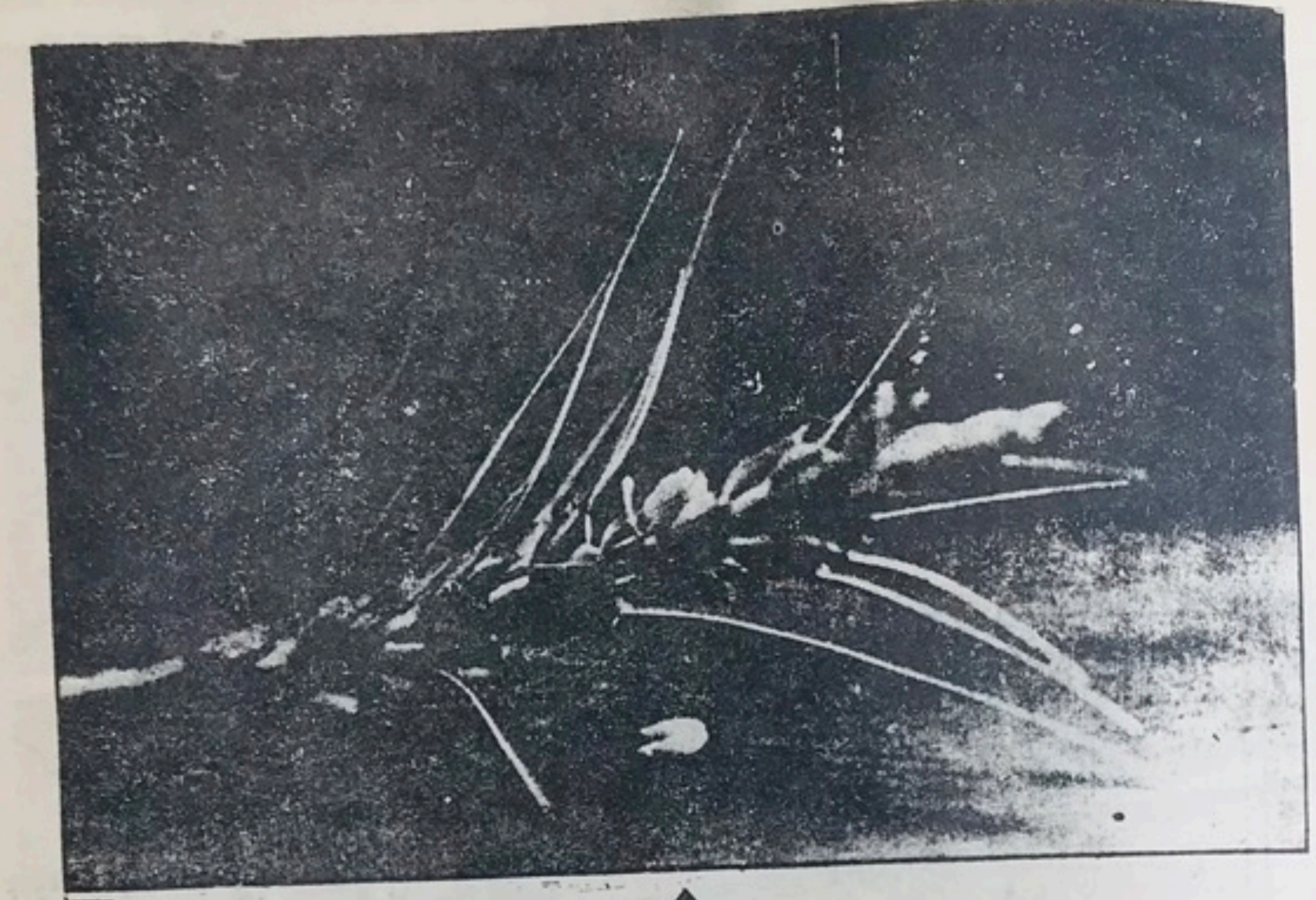

NFC

Worth its grain

Modern times are a true measure of expertise. Only the best have a chance to survive. By giving the optimum. By getting the optimum.

At NFC, we believe in that. Over the years, we have displayed an unwavering commitment to the cause of agriculture in Pakistan. To enhance the crop yield. To improve its quality. To better the lot of the farmer.

We believe that a piece of land can yield more, yield better, through a judicious use of fertilizers. To make that possible, NFC offers expertise in shape of agronomists and other professionals who provide free advice. Our experts help the farmer in a correct evaluation of his land requirements, and also guide him in making a right choice from amongst various kinds of fertilizers that NFC offers.

And to make it convenient for the farmer, NFC has the largest dealer network operating all over Pakistan, almost exclusively in the Northern Areas and Azad Kashmir.

NFC is trying to reach out to the farmer. Wherever he is. To work in unison with him. To give him the right advice. The right fertilizer: So that he could prosper. Pakistan could prosper.

NFC **Honouring a Commitment**

NFC.3.86 Danad

بین الاقوامی نوجوان برادری کا واحد حقیقی ترجمان

حکومتِ پاکستان سے باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت

یوتھ انٹرنیشنل

لاہور پاکستان

جلد: ۲ شمارہ: ۱۱، ۱۲، نومبر دسمبر ۱۹۹۰ء

ایڈیٹر انچیف: محمّد صدیق القادری

اس شمارے میں

۱. عراقی جارحیت ———— ۷
۲. وزیراعظم نواز شریف کی تقریر ———— ۸
۳. بے روزگار نوجوان ———— ۱۳
۴. مصطفےٰ جتوئی باعزت وزیراعظم ———— ۲۳
۵. مرتضیٰ جتوئی کا کھلا چیلنج ———— ۲۴
۶. صدر اسحاق کا دورہ جاپان ———— ۲۵
ماں دھوری ڈکشنٹ ———— ۲۷

اور بہت سی معلومات۔

پاکستان ---	۱۵ روپے
ہندوستان ---	۱۰۰ ڈالر
سعودی عرب ---	۵ ریال
بحرین، کویت ---	۵۰۰ فلس
انگلستان ---	۵۰ پونڈ
کینیڈا ---	۲ ڈالر

سب ایڈیٹرز
مس روبینہ قادری ● غلام مرتضیٰ القادری

قلمی معاونین
ڈاکٹر صغیر کامران ● غضنفر کاظمی
چوہدری اسلم ● مسز شہناز ارشد

عکاسی
تبسم نوید ● یامین صدیقی
فرمان قریشی ● صغیر احمد عادل

رپورٹرز
، توصیف القادری
، مس خالدہ ،

نمائندگان بیرونِ ملک
ایم عارف سلیمی (مغربی جرمنی) سلطان احمد (سعودی عرب)

قانونی مشیر اقبال محمود اعوان (ایڈووکیٹ)

سرکولیشن مینجر

قیمت: پندرہ روپے فی کاپی

خط و کتابت کے لیے
ماہنامہ یوتھ انٹرنیشنل اردو/انگلش۔ ایوانِ اوقاف بلڈنگ نزد ہائی کورٹ پوسٹ بکس نمبر ۲۲۴۶ جی پی او لاہور پاکستان۔ فون نمبر ۵۴۷۲۹

پبلشر محمد صدیق القادری نے ماہنامہ یوتھ انٹرنیشنل اردو/انگلش جبارت پرنٹرز ۲ سرکلر روڈ لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ یوتھ انٹرنیشنل ایوانِ اوقاف بلڈنگ سے شائع کیا

سعودی سفیر جناب الیوسف مُطبقانی۔

تحریر:۔ صدیق القادری ایڈیٹر انچیف

۲ اگست کو اسلامی ملک عراق نے اپنے ہی ہم مذہب ہمسایہ چھوٹے اسلامی برادر ملک کویت پر قبضہ کر کے احسان فراموشی کی انتہا کر دی۔ صدر صدام حسین کی کھلی جارحیت نے خلیج کے عرب ملکوں کو خطرناک صورت حال سے دوچار کر دیا ہے۔ جس سے تیل کا بین الاقوامی بحران پیدا ہو رہا ہے۔ خلیجی بحران پیدا ہو رہا ہے۔ خلیجی بحران نے غریب ملکوں کی معیشت پر ناقابل تلافی بوجھ ڈالا

عراق کا کویت پر قبضہ بین الاقوامی بحران کا پیش خیمہ ہے

ہے۔ پاکستان بھی برادر اسلامی ملک ہونے کے ناطے اس معاشی بحران کی براہ راست زد میں ہے۔ عرب ریاستوں میں کام کرنے والے لاکھوں پاکستانی بے روزگار ہو چکے ہیں۔

عراقی صدر صدام حسین نے خطرناک غلطی کر کے بڑی طاقتوں کو علاقے میں فوجی مداخلت کا جواز فراہم کیا ہے۔ حالات روز بروز خطرناک ہوتے جا رہے ہیں۔ اگر خدانخواستہ جنگ چھڑ گئی تو عراق سمیت خلیج اور تمام عرب تباہ و برباد ہو کر کھنڈرات میں تبدیل ہو جائے گی۔ عربوں کے تیل پر سپر پاور قبضہ جمالیں گی۔ عرب ممالک کی خستہ حالی سے عالم اسلام کے مشترکہ مفادات کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچے گا۔

عراقی عوام اپنے برادر اسلامی ملک ایران کے ساتھ طویل لڑائی کے مضمرات سے اچھی طرح آگاہ ہیں۔ عراقی عوام ہرگز جنگ کے راستے کو پسند نہیں کریں گے۔ عراقی حکومت اور عوام جنگ کی ہولناک تباہی سے یقیناً خوف زدہ ہیں۔ خلیجی جنگ کی صورت میں صدام کا اقتدار اور زندگی دونوں خطرے میں پڑ جائیں گی۔ عراق مسلمانوں کا نقصان بھی عالم اسلام خصوصاً عرب دنیا کا نقصان ہوگا۔

ہمارے نزدیک عراقی مسلمانوں اور صدر صدام حسین کا بہترین مفاد صرف اسی میں ہے کہ عراق ہوش سے کام لے کر سعودی عرب اور دیگر خلیج کے دیگر عرب ممالک کو ہولناک تباہی و بربادی سے بچانے کے لئے دنیا بھر کے مسلمانوں اور عالمی برادری کے احساسات جذبات اور خیالات کا احترام کرے۔ فوری طور غیر مشروط طور پر کویت سے اپنی فوجیں نکال لے۔ اسلامی ملک کویت کی آزادانہ خود مختار حیثیت بحال کرے۔ اگر عراقی قیادت نے ایسا نہ کیا تو تاریخ کبھی صدام حسین کو معاف نہیں کرے گی۔

ہم سمجھتے ہیں اسلامی ممالک خصوصاً عرب لیگ عراق اور کویت کے مابین افہام و تفہیم کرائے۔ موجودہ بحران میں قیام امن و اتحاد امت مسلمہ کے اتحاد کے لئے خادم الحرمین شاہ فہد بن عبدالعزیز کے اصولی مؤقف کی حمایت میں اپنا تاریخی رول ادا کرے۔

اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت خصوصاً پاکستان کے منتخب وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کے برسرِ اقتدار آنے سے پاکستان اور سعودی عرب کے درمیان برادرانہ تعلقات میں نئے دور کا آغاز ہو چکا ہے۔

سعودی عرب کی فراخدلانہ مالی امداد نے اہل پاکستان کے دل جیت لئے ہیں۔ پاکستان میں متعین سعودی عرب کے سفیر مسٹر یوسف مطبقانی کی شب و روز گرانقدر مخلصانہ سفارتی کوششوں سے پاک سعودیہ برادرانہ، دوستانہ تعلقات میں قابلِ فخر گرم جوشی اور قربت آئی ہے۔

مسٹر مطبقانی میاں نواز شریف کے حالیہ دورہ سعودی عرب سے کافی مطمئن و مسرور نظر آتے ہیں۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے پاکستان کی حکومت اور ہر شعبۂ زندگی کے اکابرین خصوصاً تمام عقائد کے تعلق رکھنے والے علماء و مشائخ سمیت عوام کی عراقی جارحیت کے خلاف خادم الحرمین شاہ فہد بن عبدالعزیز کے اصولی مؤقف میں زبردست حمایت یوسف مطبقانی کی بے مثال سفارتی، ذاتی خدمات کا صلہ ہے۔ مسٹر مطبقانی قابل فخر دوست ہر دلعزیز شخصیت ہمدرد، مخلص سلجھے ہوئے انسان اور منجھے ہوئے سفارت کار ہیں۔ جن کی قابلِ تعریف سفارتی خدمات نے پاکستانیوں کو اپنا ہم خیال بنالیا ہے۔

وزیراعظم نواز شریف کا قوم کے نام پیغام

وزیر اعظم جناب نواز شریف کے ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر قوم سے خطاب کا مکمل متن حسب ذیل ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میرے عزیز ہموطنو!

اسلام علیکم

نئی حکومت کو اپنی ذمہ داریاں سنبھالے ابھی صرف چار ہفتے ہوئے ہیں، اتنے قلیل عرصے میں کسی کارکردگی کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا، لیکن اتنا ضرور ہوا ہے کہ ہم انتخابی مہم کی ہنگامہ خیزی سے نکل آئے ہیں اور سیاسی محاذ آرائی سے بچنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں معمول کی زندگی تیزی سے بحال ہو رہی ہے، عوام امید اور یقین کے ساتھ اپنے مستقبل کی طرف دیکھنے لگے ہیں یہ ایک اچھے اور خوشگوار سفر کی نشانیاں ہیں، مجھے اس بات

کا پورا احساس ہے کہ تیل کی قیمتوں میں حالیہ اضافے کی وجہ سے بہت سی دیگر اشیاء کی قیمتیں کسی مناسبت اور جواز کے بغیر بڑھ گئی ہیں،

ہر پاکستانی یہ جانتا ہے کہ کون سی ناگزیر وجوہ کی وجہ پر ہمیں یہ فیصلہ کرنا پڑا، خلیج کی صورتحال غیر یقینی ہوتے ہی ساری دنیا میں تیل کی قیمتیں فوراً بڑھ گئی تھیں، پاکستان اپنی ضرورت کا زیادہ تیل کویت سے خریدتا تھا، اس پر بیرونی قبضہ ہوتے ہی تیل کی فراہمی بند ہو گئی،

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ہمیں یہ ناگوار فیصلہ کتنی مجبوری کے تحت کرنا پڑا ہے، مجھے تیل کی قیمتوں میں ساٹھ فیصد اضافے کا مشورہ دیا گیا تھا، لیکن میں نے اس میں ایک تہائی کمی کر دی، آج بھی ہمارے ہاں تیل کی قیمتیں پڑوسی ملکوں سے کم ہیں، مگر تیل کے نرخوں میں اضافے کی وجہ سے دوسری اشیاء کی قیمتوں میں بلاجواز اضافہ کر دیا

گیا، حکومت نے اس بات کا سختی سے نوٹس لیا ہے،

قومی ضروریات کے لیے زیادہ بوجھ ان طبقوں کو برداشت کرنا چاہیے جہاں دولت اور وسائل کی بہتات ہے، آزاد معاشرہ، لوٹ کھسوٹ کی آزادی کا نام نہیں اہلِ صنعتکاروں اور تاجروں کو آزادی کی ذمہ داریوں کا بھی احساس کرنا چاہیے، ہم نے کھلی مارکیٹ کی پالیسی اختیار کی ہے، لیکن عوام کو بے جا منافع خوروں اور ہوس زر میں مبتلا لوگوں کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑا جا سکتا میں ناجائز منافع خوروں کو انتباہ کرتا ہوں کہ وہ حکومت کو مداخلت پر مجبور نہ کریں،

عزیز ہم وطنو!!

قومی خود مختاری کے تحفظ کے لیے قوم جس جوش اور جذبے کا اظہار کر رہی ہے، اسے دیکھ کر تحریک پاکستان اور ستمبر انیس سو پینسٹھ ۱۹۶۵ء کے دنوں کی یاد تازہ ہو گئی ہے، ہم لوگ عام حالات میں تساہل کا مظاہرہ کر جاتے ہیں، لیکن ہمارے عوام کو جب کسی چیلنج کا سامنا کرنا پڑا ہے تو وہ ایک بہادر، جرأت مند، منظم اور مضبوط قوم بن کر ابھرتے ہیں، بیرونی امداد کی بندش نے ہمارے عوام میں ایک بار پھر وہی جذبہ تازہ کر دیا ہے، یہ جذبہ انتخابات کے دنوں میں ظاہر ہوا اور وقت کے ساتھ ساتھ

اس میں شدت آتی جا رہی ہے، مجھے اہل وطن اور بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کی طرف سے کثیر تعداد میں اپیلیں موصول ہو رہی ہیں کہ میں سیلف ریلائنس یعنی خود انحصاری کے نام پر ایک فنڈ قائم کر کے عوام سے عطیات دینے کی اپیل کروں، اس سلسلے میں امیروں، غریبوں، عورتوں بچوں، مزدوروں اور کسانوں حتیٰ کہ بوڑھے پنشنروں اور بیوہ عورتوں کی طرف سے پیشکش کی جا رہی ہے کہ ہم اپنے وطن کی خاطر زندگی کی ساری پونجی دینے کے لیے تیار ہیں مگر آپ مشروط اور توہین آمیز بیرونی امداد کی خاطر ملک کی عزت پر حرف نہ آنے دیں، یہ جذبہ دیکھ کر میرا سر فخر سے بلند ہو جاتا ہے، اگر کبھی ضرورت پڑی تو میں غیروں کی بجائے اپنوں سے مانگنے کو ترجیح دوں گا، فی الحال وطن کو آپ سے جن قربانیوں اور مجھے جس مدد کی ضرورت ہے اس کا تعلق قومی رویوں سے ہے، وطن کے لیے میں آپ سے قربانی کی اپیل کر رہا ہوں،

اگر آپ ایک گھریلو خاتون ہیں تو سادہ زندگی اختیار کر کے یہ قربانی دے سکتی ہیں،

اگر آپ طالب علم ہیں تو اپنے علم و قابلیت میں اضافہ اور نظم و ضبط کی پابندی کر کے قربانی دے سکتے ہیں،

اگر آپ مزدور ہیں تو پیداوار میں اضافہ اور صنعتی امن قائم کر کے قربانی دے سکتے ہیں،

اگر آپ کسان ہیں تو زرعی پیداوار بڑھا کر یہ قربانی دے سکتے ہیں،

اگر آپ سرکاری ملازم ہیں تو عام لوگوں سے شرافت اور خوش اخلاقی کا سلوک کر کے اور اپنے رزق سے رشوت کی غلاظت نکال کر یہ قربانی دے سکتے ہیں،

اگر آپ کارخانہ دار، تاجر اور دکاندار ہیں تو اپنے منافعے میں کمی اور پورا ٹیکس ادا کر کے یہ قربانی دے سکتے ہیں،

مجھے آپ کی مدد کی بھی ضرورت ہے مگر میں یہ مدد مال و دولت کی شکل میں نہیں لینا چاہتا، مجھے یہ مدد اس طرح چاہیے کہ آپ اپنے مشاغل پہ نظر ثانی کریں،

چائے اور پان کے شوق پر اربوں روپے کا قیمتی زرمبادلہ ضائع ہو رہا ہے، اگر آپ روزانہ چائے کے دو کپ اور پان کے چند پیسے کم کر دیں تو میں اس کو اپنی مدد سمجھوں گا،

اگر آپ شادی بیاہ کے موقع پر نمود و نمائش اور بجلی کے بے جا استعمال سے بچیں، جہیز کی لعنت سے محفوظ رہیں اور شادیوں میں ون ڈش کا اصول اپنائیں تو میں اسے اپنی مدد سمجھوں گا،

اگر آپ بیرونی استعمال کرنے کی جگہ ملکی مصنوعات استعمال کرنے کی عادت اپنا لیں، اگر آپ تمباکو نوشی پر خرچ ہونے والی رقم اپنے بچوں کی تعلیم و صحت پر خرچ کریں تو میں اسے اپنی مدد سمجھوں گا،

بیرون ملک مقیم پاکستانی زیادہ سے زیادہ زرمبادلہ وطن بھیج کر میری مدد کر سکتے ہیں، آپ کا ڈسپلن بھی میری مدد ہے،

ٹریفک کا نظام درست کر کے اگر آپ میرے کسی ہم وطن کو حادثے کا شکار ہونے سے بچا لیں تو یہ بھی میری مدد ہے،

اگر آپ معاشرے سے بدنظمی، افراتفری اور غنڈہ گردی ختم کرتے ہیں تو یہ بھی میری مدد ہے،

آپ اپنی کمائی غریبوں اور ناداروں کی بھلائی پر خرچ کر کے میری مدد کر سکتے ہیں،

اپیلیں موصول ہو رہی ہیں

خوراک اور دواؤں میں ملاوٹ کرنے والے اگر انسانی زندگیوں سے کھیلنا بند کر دیں تو میں اسے بھی اپنی مدد سمجھوں گا،

ابھی آپ سے مجھے صرف اتنی مدد کی ضرورت ہے، اس سے اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمتیں شامل ہو جائیں گی،

عزیز ہم وطنو!!

میری سیاست کا بنیادی محور غریب اور سفید پوش طبقوں کی معاشی حالت میں بہتری پیدا کرنا اور معاشرے میں انہیں جائز اور باعزت مقام دلانا ہے، میں نے وزارت اعلیٰ کے دور میں بھی مشکلات کے باوجود زیادہ تر کام کسانوں، مزدوروں اور غریبوں کا ہے، یہ ملک انہی کے خون اور پسینے کی کمائی سے چل رہا ہے حکومت کے پاس پیسہ بھی ہے، اس پر سب سے زیادہ حق غریب کا ہے،

میری سوچیں اور میرے شب و روز غریبوں کے مسائل کے حل کے لیے وقف ہیں، میرا ایک ایک لمحہ اس ملک کے غریبوں کو اچھی اور بہتر زندگی مہیا کرنے کے طریقے سوچنے میں گزرتا ہے، اگر کوئی مجھ سے میری زندگی کے سب سے خوشگوار لمحے کے بارے میں سوال کرے تو اس کا جواب دینے میں ذرا بھی نہیں سوچنا پڑے گا،

مجھے اپنی زندگی کی سب سے بڑی خوشی کا وہ لمحہ اچھی طرح یاد ہے، جب میں لاہور میں محنت کشوں کے بچوں کے لیے قائم کیا گیا ایک اسکول دیکھنے گیا، وہاں صاف ستھرے ماحول میں اجلی وردیاں پہنے، مزدوروں کے حسین بچے پھولوں کی طرح کھلے ہوئے تھے، وہ کسی امیر کے بچوں سے نہ ذہانت میں کم تھے اور نہ خوبصورتی میں، آخر اس ملک کے کسان اور مزدور کا کیا قصور ہے کہ اس کے بچوں کو اچھا تعلیمی ماحول نہ ملے، میں اللہ کے فضل سے غریبوں کی دنیا بدل دینا چاہتا ہوں ہمیں ووٹ دینے والوں کی اکثریت کا تعلق غریبوں سے ہے، غریب ہی میرے ساتھی ہیں اور انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ میں نے اپنے ساتھیوں کو کبھی دھوکا نہیں دیا، یہی وجہ ہے کہ جب حکومت کو تیل کی قیمتوں میں اضافہ کرنا پڑا تو عوام نے اس بات کو سمجھنے میں ذرا دیر نہ لگائی کہ نواز شریف کو یہ فیصلہ انتہائی مجبوری کی حالت میں کرنا پڑا ہوگا، مہنگائی کی آڑ لے کر کچھ لوگوں نے اپنے مقاصد کے لیے عوام کو بہکانے کی کوشش کی، لیکن وہ اس میں کامیاب نہیں ہوتے، آئندہ کے لیے بھی میری آپ سے یہی درخواست ہے کہ آپ کسی کے بہکاوے میں ہرگز نہ آئیں، بہکاوے میں آنے سے پہلے مجھ سے پوچھ لیں، میں آپ کا جوابدہ ہوں، میں آپ کا سچا ہمدرد ہوں، میں کسانوں اور مزدوروں کی زندگیوں میں انقلاب برپا کرنا چاہتا ہوں، آج ہی نہیں بلکہ مستقبل میں بھی انہیں خوشحال اور باعزت زندگی دینا چاہتا ہوں، میں نے قوم کے نام اپنے پہلے خطاب میں کہا تھا کہ میں غریبوں کو مہنگائی کے اثر سے بچانے کی کوشش کروں گا، اس سلسلے میں بہت سی ضروری اشیاء کے نرخوں پر کڑی نظر رکھی جا رہی ہے لازمی ضرورت کی بہت سی اشیاء سرکاری دکانوں پر سستی کر دی گئی ہیں، اس کے علاوہ آج میں تنخواہ دار طبقوں کا بوجھ کم کرنے کے لیے گریڈ ایک سے پندرہ تک کے تمام سرکاری اور پرائیویٹ ملازمین کو دو سو روپے ماہوار فوری اضافے کا اعلان کر رہا ہوں نجی اداروں کے مالکان کو بھی اس فیصلے پر فوری عملدرآمد کرنا پڑے گا، اس طرح حکومت نے شدید مالی مشکلات کے باوجود غریب آدمی کے لیے مہنگائی کا بوجھ کم کرنے کی حتی المقدور کوشش کی ہے لیکن اس طرح کے اقدامات کوئی مستقل علاج نہیں ہیں غربت سے نجات حاصل کرنے کا واحد راستہ پیداوار اور آمدنی دونوں میں اضافہ کرنا ہے، میں اپنی زرعی اور صنعتی پالیسیاں اس مقصد کے تحت مرتب کر رہا ہوں، میں چاہتا

ہوں کہ کھیتوں اور کارخانوں میں پیداوار کی فراوانی ہو اشیاء کی قیمت نہ بڑھے اور ہم آمدنی بڑھاتے چلے جائیں اشیاء کم ہوں تو ان کی بلیک ہوتی ہے، لیکن کھیتوں میں ترقی اور کارخانوں میں اضافے سے پیداوار بڑھنے لگے تو کام کرنے والوں کی بلیک ہوتی ہے، میں وطن عزیز میں ایسا معاشرہ قائم کرنا چاہتا ہوں جہاں پیداوار زیادہ ہو اور کام کرنے والے کم پڑ جائیں، یعنی میں روزگار کے اتنے زیادہ مواقع پیدا کرنا چاہتا ہوں کہ بے روزگاری کا نام و نشان تک باقی نہ رہے، اور ملک سے باہر کام کرنے والے پاکستانی بھائی ملک میں آکر کام کریں، ڈی نیشنلائزیشن کی پالیسی بھی اسی مقصد کے تحت اختیار کی جا رہی ہے، یہ تصور غلط ہے کہ معاشی نظام میں امیر زیادہ امیر ہو جائے گا، ہم امیروں کو زیادہ امیر نہیں کر رہے ہیں میں تو یہ ساری کوششیں بے روزگاروں کو روزگار دلانے کے لیے کر رہا ہوں، ہم قائداعظم کے نظریات کے مطابق پاکستان کو مسلمانوں کی ایک ترقی یافتہ فلاحی مملکت بنانے کا عزم رکھتے ہیں، ہم ایسا معاشی نظام لانا چاہتے ہیں جس میں محمود و ایاز ایک ہی صف میں کھڑے ہوں۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز •

ملک کی خوشحالی کا مطلب چند افراد کی خوشحالی نہیں پوری قوم کی خوشحالی ہوتا ہے، ایک ترقی یافتہ اور خوشحال پاکستان کے خاکے میں رنگ بھرنے کے لیے ہم نے صرف چار ہفتوں میں مواصلات کے شعبے میں دو اہم کام شروع کر دیئے ہیں، ٹیلی فون کا جدید ترین نظام اختیار کیا جا چکا ہے، اگلے دو تین سالوں میں ہر پاکستانی شہری فوری ٹیلیفون حاصل کر سکے گا، پاکستان میں ترقی یافتہ ملکوں کی طرح ہائی وے کی تعمیر کے منصوبے پر بھی عمل شروع ہو چکا ہے، سڑک ترقی کا پہلا زینہ ہوتی ہے یہ جس کھیت سے گذرتی ہے اس کی فصلوں کو سونا بنا دیتی ہے اور جس علاقے سے گذرتی ہے وہاں صنعتی انقلاب اپنا قدم رکھ دیتا ہے مواصلاتی نظام زرعی و صنعتی ترقی میں ریڑھ کی ہڈی کا درجہ رکھتا ہے ہم نے اقتدار میں آتے ہی یہ شعر سب سے پہلے پورا کرنے کا انتظام کیا۔

اگلا قدم توانائی کی فراہمی کا ہے، اس سلسلے میں بہت جلد اقدامات کئے جا رہے ہیں، ایک طرف ہم زرعی اور صنعتی ترقی کے لیے بنیادی ضرورتیں مہیا کر رہے ہیں اور دوسری طرف کسان کو اس کی پیداوار کی صحیح قیمت اور بے روزگاروں کو روزگار دلانے کیلئے ایسا ماحول پیدا کر رہے ہیں کہ گاؤں گاؤں کارخانے لگنے شروع ہو جائیں اور لوگوں کو گھر بیٹھے کام ملے، ملک میں زرعی و صنعتی انقلاب برپا کرنے کے لیے کچھ اہم فیصلے کئے گئے ہیں، کاشتکار اور کسان پاکستان کے سب سے زیادہ مظلوم لوگ ہیں، حکومتوں نے بھی زرعی تجارت میں آکر کسان اور زمیندار کو فائدہ پہنچانے کی بجائے خود نفع کمانا شروع کر دیا ہے، زمیندار اور کسان کی حالت اس وقت تک نہیں بدل سکتی جب تک ایک ایک گاؤں میں زرعی پیداوار کی خریداری کے لیے مقابلہ نہیں ہو گا، اور کسان کو اپنی فصل کی صحیح قیمت نہیں ملے گی، میں اس بات پر سب سے زیادہ توجہ دے رہا ہوں، کہ ترقی میں دیہی آبادی کا حصہ بڑھایا جائے، دیہی علاقوں میں ترقیاتی کاموں کے علاوہ زرعی اجناس پر مبنی کارخانے لگائے جائیں تاکہ زمیندار اپنی پیداوار کی پوری قیمت خود وصول کرے اور دیہی آبادی پر روزگار کے دروازے کھلیں اس مقصد کے لیے ہم نے مندرجہ ذیل فیصلے کئے ہیں۔

۱۔ دیہات میں کارخانے لگانے والوں سے پانچ سال تک کوئی ٹیکس نہیں لیا جائے گا۔ اور ان کے لیے درآمد کی جانے والی مشینری پر کسٹم ڈیوٹی معاف کر دی گئی ہے، اس مشینری پر امپورٹ سرچارج اور سیلز ٹیکس بھی نہیں لیا جائے گا۔

۲۔ دیہی علاقوں کی مشینری کے لیے امپورٹ فیس دو فیصد وصول کی جائے گی۔

۳۔ دیہی کارخانوں میں جو سرمایہ لگایا جائے گا۔ اس کے بارے میں حکومت کوئی پوچھ گچھ نہیں کرے گی۔ شرط یہ ہے کہ ایل سی ۳۱ دسمبر ۱۹۹۱ء سے پہلے کھول لی جائے یا مقامی مشینری کی خریداری کا معاہدہ اس تاریخ سے پہلے کر لیا جائے۔

مگر ٹیکس کسٹم ڈیوٹی کی چھوٹ اور دیگر سہولتوں سے تبھی فائدہ اٹھایا جا سکے گا کہ سرمایہ کار اپنی صنعت کی لاگت کی مناسبت سے رقم محنت کشوں، ان کے اہل خانہ اور علاقے کے لوگوں کی تعلیم اور علاج کے لیے سکولوں، کالج، ڈسپنسری یا ہسپتال تعمیر کرے گا۔

میرے زمیندار اور کسان بھائیو!!

پاکستان میں خفیہ دولت کے بے شمار خزانے ہیں میں نے ان خزانوں کے رُخ آپ کی طرف کر کے ان کے منہ کھول دیتے ہیں، اس فیصلے کے نتیجے میں دیہی علاقوں میں اتنی سرمایہ کاری ہو گی کہ انشاء اللہ میرے دیہاتی بھائیوں کی سابقہ محرومیوں کی تلافی ہو جائے گی۔

پورے ملک میں صنعتی ترقی کی رفتار تیز کرنے کے لیے بھی اہم فیصلے کئے گئے ہیں، نئے کارخانوں کے لیے تین سال تک ٹیکس کی چھوٹ پہلے سے موجود ہے اب یہ فیصلہ بھی کیا گیا ہے کہ آئندہ کوئی فیکٹری یا کارخانہ لگانے کے لیے حکومت سے اجازت لینا ضروری نہیں ہو گا، سرمایہ کاری کے لیے شرائط کو مزید آسان کر دیا گیا ہے درآمدی مشینری کے سلسلے میں سرمائے اور قرضے کی شرح اب ۴۰:۶۰ کی بجائے ۳۰:۷۰ کر دی گئی ہے اور ملک میں تیار ہونے والی مشینری نصب کرنے والے کارخانوں کے سلسلے میں یہ شرح ۲۰:۸۰ ہو گی، اس سلسلے میں مزید تفصیلات کا اعلان وزیر خزانہ اور وزیر صنعت عنقریب ایک کانفرنس میں کریں گے۔

عزیز ہم وطنو!!

پاکستانی قوم اب یہ ٹھان چکی ہے کہ حالات خواہ کتنے ہی کٹھن کیوں نہ ہوں وہ غیر کے آگے نہیں جھکے گی، ہم کسی مالی امداد یا قرضے کو اپنی بنیادی پالیسیوں پر اثر انداز نہیں ہونے دیں گے، ہم روکھی سوکھی کھا لیں گے لیکن اپنی آزادی، خود مختاری اور دفاع کے معاملات پر کوئی سمجھوتہ نہیں کریں گے، ہم دوستانہ تعلقات اور معاشی لین دین کے معاملات کو ایک دوسرے سے الگ کر کے دیکھتے ہیں، ہماری دوستی نہ تو امداد اور قرضوں سے خریدی جا سکتی ہے، اور نہ ہی دھمکیوں سے آزاد قوموں کے دوستانہ تعلقات آزاد فیصلوں کے نتیجے میں قائم ہوتے ہیں۔

ہماری دوستی امدادی اور قرضوں کی پابند نہیں اگر ہمارے بیرونی دوست امداد اور قرضوں کو ہماری پالیسیوں پر اثر انداز ہونے کے استعمال کریں گے تو ہمیں یہ پابندی قبول نہیں ہو گی

میرے عزیز ہم وطنو!!

ذمہ داریوں کے ابتدائی مختصر عرصے میں چند روز میں ملک سے باہر رہا،

آپ جانتے ہیں کہ خلیج کے علاقے میں انتہائی بنیادی اور دور رس نوعیت کی تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں جو پوری دنیا کے لیے اہمیت رکھتی ہیں، پاکستان ان سے الگ تھلگ نہیں رہ سکتا کیونکہ ان تبدیلیوں کا ہمارے حال اور مستقبل کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے، یہی نہیں بلکہ ان کا ہمارے دین و ایمان سے بھی گہرا تعلق ہے۔ کعبۃ اللہ اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں دل و جان سے زیادہ عزیز ہیں، ہمارا مال، ہمارے بچے، ہماری املاک غرض ہماری ہر چیز ان پر قربان،

پاکستان کا بچہ بچہ ان مقدس مقامات کی حفاظت کو اپنے ایمان کا جزو سمجھتا ہے، اللہ اور رسولؐ سے نسبت رکھنے والی ارض پاک کی طرف کسی کی میلی آنکھ بھی اٹھے تو سچا مسلمان اسے دیکھ کر غضبناک ہو جاتا ہے۔

عزیز ہم وطنو!!

میرا دوسرا بیرونی سفر سارک کانفرنس کے سلسلے میں تھا، وہاں میں نے بھارتی وزیراعظم مسٹر چندر شیکھر کے ساتھ اپنی ملاقات میں کشمیر کی صورتحال اور بابری

مسجد کے مسائل پر پاکستانی عوام کے اضطراب اور تشویش کا تفصیل سے ذکر کیا۔ اور بھارتی وزیراعظم کو آگاہ کیا کہ ہمارے عوام کشمیری عوام کی جدوجہد کے ساتھ گہری جذباتی وابستگی رکھتے ہیں، دونوں ملکوں کے تعلقات کو بہتر بنانے کے لیے مسئلہ کشمیر کا حل بہت ضروری ہے اس سلسلے میں ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ سیکرٹریوں کی سطح پر ابتدائی رابطہ قائم کیا جائے، اس فیصلے کے نتیجے میں ۱۸، دسمبر کو بھارت کے سیکرٹری خارجہ اسلام آباد آرہے ہیں

میرے عزیز ہم وطنو!!

اندرون ملک ہم آہنگی کے علاوہ مجھے سب سے زیادہ بے چینی امن و امان کی صورتحال پر ہے، ہم اسے بہتر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، میں اپنے سیاسی دوستوں اور اتحادیوں کے علاوہ حزب اختلاف کی قیادت سے بھی ماحول کو بہتر بنانے کے لیے مثبت کردار کی امید رکھتا ہوں، میں نے قوم کے نام اپنے پہلے خطاب میں کہا تھا کہ میں انصاف کی رفتار کو ظلم کی رفتار سے تیز کر دوں گا، یہ کون سا انصاف ہے کہ مجرم تو ایک لمحہ میں کسی کا گھر ویران کر دے اور اس بھیانک جرم کا ارتکاب کرنے والے انسانیت کے دشمن پر کئی کئی سال کوئی ہاتھ نہ ڈال سکے، آج صرف ایک ماہ کے قلیل عرصے میں مجھے اعلان کرتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے کہ اس سلسلے میں تاوان کی خاطر اغوا کے مجرموں کو عبرتناک سزائیں دینے کا قانون کابینہ نے منظور کر لیا ہے ایسے مجرموں کو سر عام سزائے موت دی جائے گی، انسانی جانوں سے کھیلنے اور اغوا کرنے والے درندوں کے مقدموں کے فیصلے سالوں کی بجائے دنوں میں کر کے انہیں کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔ اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ سندھ جام صادق سے کہا ہے کہ امن قائم کرنے کے لیے جتنے وسائل اور قانونی مدد کی ضرورت ہو گی وفاقی حکومت بلاتاخیر انہیں فراہم کرے گی، مجھے امید ہے کہ جام صادق اور ان کی کابینہ سندھ کے باشندوں کو وہ تحفظ اور امن فراہم کرنے میں کامیاب رہیں گے جو ان سے چھین لیا گیا ہے۔ ہمیں کلاشنکوف کلچر ختم کرنا ہے ہمیں اپنے معاشرے کے وجود کو اس زہر سے پاک کرنا ہے، پاک وطن میں بارود کی بدبو کی بجائے عزم قائد اور فکر اقبال کی خوشبو پھیلانا ہے،

آخر میں چند باتیں اسلوب حکومت کے سلسلے میں کرنا چاہتا ہوں، ہمارے ہاں یہ عادت سی بن گئی ہے کہ ارباب اقتدار، حکومت کی جانب سے بات کرتے وقت بھی سیاسی جلسوں جیسا انداز اختیار کر لیتے ہیں، حقیقی زندگی لفظوں کی طرح نہیں ہوتی، لفظوں کو ایک لمحے میں سجایا جا سکتا ہے، لیکن زندگی کو بنانے اور سنوارنے میں عمریں صرف ہو جاتی ہیں، کام بڑی ہی ٹھوس اور تھکا دینے والی چیز ہے، میں جان بوجھ کر آپ کو خوابوں اور جھوٹی امیدوں کی غیر حقیقی دنیا سے نکالنے کی پالیسی پر عمل کر رہا ہوں، میں نے اپنی پہلی تقریر میں بعض تلخ حقائق کی اسی لیے نشاندہی کی تھی کہ آپ کو غلط توقعات کا شکار ہونے سے بچاؤں، ہم نے بیرونی سہاروں اور جھوٹی امیدوں پر زندگی گذاری ہے، ہم نے اپنے مستقبل کی بہت سی خوشیاں پہلے ہی بے دریغ خرچ کر ڈالی ہیں، اب یہ رویہ ترک کرنے کی ضرورت ہے ہو سکتا ہے کہ آپ کو میری خاموش اور محنت بھری زندگی زیادہ دلکش نظر نہ آئے، لیکن اگر دنیا میں آزادی، عزت، اعتماد اور خودداری کے ساتھ زندہ رہنا ہے تو اپنے آپ کو آزمائش کی اس بھٹی میں ڈالنا پڑے گا، میں آپ سے ایسی زندگی کا وعدہ نہیں کر سکتا جس میں گلچھرے منانے کی آسائشیں ہوں، میں عزت اور خودداری کی بنیاد پر ایک باعزت اور باوقار معاشرہ قائم کرنے کا عزم لے کر آیا ہوں، اس کے لیے محنت اور صبر ہماری بنیادی ضرورت ہیں، آج کی حقیقی ضروریات انہیں سے پوری ہوں گی، آج میں آپ کو یہی یاد دلانے کے لیے حاضر ہوا ہوں کہ ہم تعمیر وطن کے لیے ایک صبر آزما دور میں داخل ہو چکے ہیں اس دور میں آپ کو ہنگاموں اور جھوٹی امیدوں کی گہما گہمی نہیں ملے گی، یہ مشغلے دلچسپ اور پرلطف ہوتے ہیں لیکن قرضوں اور افلاس کے بوجھ تلے دبی ہوئی قوم ان کی متحمل نہیں ہو سکتی، آپ مجھے ایک ایسا نمائندہ سمجھئے جو آپ کو بیکار مشغلوں میں الجھانے کی بجائے تعمیر و ترقی اور پر یقین مستقبل کی طرف لے جانے کے لیے آیا ہے۔ انشاء اللہ ہم ان ذمہ داریوں کو ہمت، حوصلے اور آپ کے تعاون سے پورا کریں گے، اللہ تعالیٰ ہماری مدد اور رہنمائی فرمائے۔

(آمین)

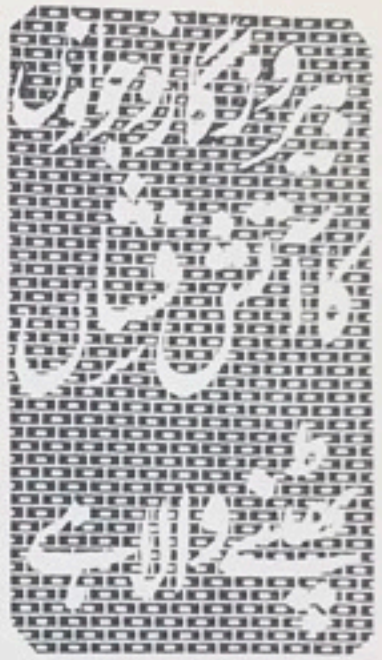

آئی جے آئی کی حکومت
بیروزگار نوجوانوں کو کب روزگار کے مواقع فراہم کرے گا۔

ایڈیٹر انچیف

آئی جے آئی کے نومنتخب وزیراعظم جناب نواز شریف نے پہلی نشری تقریر میں پڑھے لکھے نوجوانوں کو روزگار مہیا کرنے کا اعلان کیا ہے، وزیراعظم نوجوانوں کی توقعات پر کس حد تک پورا اتریں گے یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا۔ بظاہر صورت حال انتہائی تشویشناک اور مایوس کن دکھائی دے رہی ہے، نواز شریف کی حکومت میں وزارت خزانہ نے پہلا وار بے روزگار نوجوانوں پر ہی کیا ہے، ادارہ سرمایہ کاری برائے نوجوانان جس کو مسلم لیگ کے صدر سابق وزیراعظم محمد خان جونیجو نے اپنے پانچ نکاتی پروگرام کے مطابق بے روزگار نوجوانوں کو چھوٹے کاروبار کے لیے قرضے مہیا کرنے کے لیے قائم کیا تھا، نواز شریف نے اس ادارے کے سالانہ مختص شدہ سرمائے کو ۴۰ کروڑ سے کم کر کے ۲۵ کروڑ کر دیا ہے۔

وزیراعظم نواز شریف لاہور سے منتخب ہونے والے ممبران قومی اسمبلی کے ہمراہ خوشگوار موڈ میں

ادارے سے نااہل سیاسی بنیادوں پہ بھرتی کیے گئے افراد کو فی الفور نکالا جائے

جبکہ ہمارے ملک میں میٹرک پاس بے روزگار نوجوانوں کی تعداد لاکھوں میں ہے، حکومت کے پاس نوکریاں ہزاروں میں ہیں وہ بھی رشوت اور سفارش کے بغیر ملتی ہی نہیں، ایسی صورت حال میں نواز شریف حکومت کو چاہیے تھا اس ادارے کی مختص شدہ رقم میں اضافہ کر کے ۴۰ کروڑ سے ۲ ارب تک بڑھاتے تاکہ بے روزگار نوجوانوں کو زیادہ سے زیادہ روزگار ملتا۔

نواز شریف حکومت کو دیکھنا چاہیے، اگر نوجوانوں کو روزگار نہیں ملے گا، تو نوجوان پیٹ کی بھوک مٹانے کے لیے خطرناک کام کریں گے سمگلر بنیں گے، ڈاکو بنیں گے، تخریب کار بنیں گے، ملک دشمن قوتوں کے آلہ کار بنیں گے، بے راہ روی کا شکار ہو کر حکومت کے لیے مشکلات پیدا کریں گے، ستم ظریفی یہ ہے نوجوان نسل کو درپیش سنگین اور خطرناک مسائل کی طرف توجہ دینے کے لیے ہمارے ملک کی بیوروکریسی کے پاس وقت نہیں نوجوانوں کے مسائل میں افسر شاہی کی لاپرواہی خطرناک صورت حال کی نشاندہی کر رہی ہے یوتھ کے مسائل ایک آتش فشاں پہاڑ کی مانند بن چکے ہیں، جو کسی وقت بھی پھٹ کر حکمرانوں کے لیے عبرت کے نشان بن سکتے ہیں، موجودہ وزیراعظم سے پاکستانی نوجوان بہت سی توقعات وابستہ کیے ہوئے ہیں، لاکھوں نوجوانوں کو روزگار مہیا کرنا موجودہ حکومت کے لیے ایک چیلنج ہے، بڑھتی ہوئی ہنگامی بے روزگاری پر قابو پانے کے لیے سنجیدگی سے پلاننگ منصوبہ بندی کی ضرورت ہے، حکومت کی عدم دلچسپی نے لاکھوں نوجوانوں کو بے روزگاری فاقہ کشی، مایوسی اور بے راہ روی کی طرف دھکیل دیا ہے،

آئی جے آئی کے وزیراعظم کو اپنی حکومت مضبوط اور مستحکم کرنے کے لیے انقلابی اقدامات کرنے پڑیں گے، اس ملک کے لاکھوں پریشان حال نوجوانوں کو روزگار دلانے کے لیے نعروں سے نکل کر عملی اقدامات کی طرف آنا ہو گا،

حقیقت یہ ہے ادارہ سرمایہ کاری برائے نوجوانان بے روزگار نوجوانوں کا اعتماد کھو چکا ہے، اس کی ناقص کارکردگی بے روزگار نوجوانوں کے لیے عذاب بن چکی ہے اصل حقدار غریب بے روزگار پڑھے لکھے نوجوان کے لیے اس ادارے سے قرضے کا حصول ناممکن ہے، یہ ادارہ وزارت خزانہ کے سخت تکلیف دہ انتہائی پیچیدہ قواعد و ضوابط کے باعث بے روزگار نوجوانوں کو قرضے فراہم کرنے سے قاصر ہے، بعض بااثر ایسے نوجوان سیاسی بنیاد پہ سفارش اور رشوت کے زور پر قرضے حاصل کر چکے ہیں۔ ایسے قرضوں کی واپسی مشکوک نظر آ رہی ہے، یہ ادارہ

اگر کسی خوش قسمت بے روزگار نوجوان کا قرضہ بھی منظور کر دے تو کریڈٹ لائینیں حاصل کرنے کے لیے غریب پریشان حال نوجوان کو چھ چھ مہینے انتظار کرنا پڑتا ہے، مثال کے طور پر ادارہ سرمایہ کاری برائے نوجوانان (YIPS) نے جو قرضے پچھلے سال سے بے روزگار نوجوانوں کے لیے منظور کیے ہوتے

منظور شدہ قرضے بھی التوا میں پڑ جاتے ہیں

ہیں کریڈٹ لائسنس نہ ملنے کی بنا پر ابھی تک التوا میں پڑے ہوتے ہیں، اس ملک میں بے روزگار نوجوانوں کے ساتھ اس سے بڑا ظلم اور کیا ہو گا، قرضہ ملنے سے پہلے ہی بے روزگار نوجوان اداروں کے چکر لگا لگا کر مقروض ہو جاتے ہیں

وزیراعظم نواز شریف اور ان کی حکومت کو فوری طور پر اس ادارے کی اصلاح کی طرف توجہ دینی ہو گی، اس ادارے کی اصلاح کے لیے ضروری ہے، اس ادارے سے نااہل سیاسی بنیادوں پر بھرتی کیے گئے افراد کو فی الفور نکالا جائے، اس ادارے کے لیے دیانتدار باصلاحیت تجربہ کار افسران کی خدمات حاصل کی جائیں، جو اس ادارے کی کارکردگی میں اضافہ کریں، نوجوانوں میں کھوئے وقار کو بحال کریں، نوجوانوں کو ملک کی تعمیر و ترقی اور خوشحالی میں برابر شریک کرنے کے لیے ہمہ تن مصروف جدوجہد کریں

YIPS کے ادارے کے سرمائے کو ۴۰ کروڑ سے بڑھا کر کم از کم ۲ ارب روپیہ کیا جائے، اور قرضہ کی رقم پچاس ہزار سے بڑھا کر ایک لاکھ روپیہ فی نوجوان کی جائے، ہر سال ۲۵ ہزار بے روزگار نوجوانوں کو روزگار کے لیے قرضے فراہم کرنے کا ہدف مقرر کیا جائے، سیاسی بنیادوں پر جاری کیے گئے قرضوں کی واپسی کو ممکن بنایا جائے۔

YIPS کے ادارے کو سمال بزنس فنانس، این ڈی، ایف سی، فیڈرل کوآپریٹو بینک کے تسلط سے آزاد کر کے آزاد خود مختار کارپوریشن کا درجہ دے دیا جائے۔ YIPS کے ادارے کو ملک گیر بنیادوں پر آرگنائز کیا جائے، اس کے دفاتر ضلعی سطح پر قائم کیے جائیں، دیہی اور شہری علاقوں کے نوجوانوں کو روزگار فراہم کرنے کے لیے فوراً پلان شروع کیا جائے، تاکہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں رہتے ہوئے کوئی کاروبار شروع کر سکیں۔ موجودہ حکومت کے ان اقدامات سے دیہی علاقوں میں ترقی ہو گی، وہاں سے احساس محرومی میں کمی ہو گی، بڑے شہروں پہ آبادی اور بے روزگاری کا بوجھ کم ہو گا،

آج کے نوجوان میں جو بے چینی، احساس محرومی پیدا ہو رہی ہے، وہ نہایت تشویشناک ہونے کے ساتھ ساتھ آئی جے آئی کی موجودہ حکومت کے لیے بہت بڑا چیلنج ہے۔ ہمیں امید ہے وزیراعظم نواز شریف نوجوانوں کے ساتھ کیے گئے اپنے وعدوں کو جلدی عملی جامہ پہنائیں گے، بے روزگار نوجوانوں کو ترقی و خوشحالی کی نوید دیں گے،

ورنہ بقول ڈاکٹر علامہ اقبال

" بندۂ مزدور بندۂ بے روزگار کے اوقات سخت سے سخت تر ہوتے جائیں گے، ان کی شنوائی کون کرے گا،

HER MAJESTY QUEEN AISHWARYA RAJYA LAXMI DEVI SHAH

Her Majesty Queen Aishwarya Rajya Laxmi Devi Shah was born on November 7, 1949 (Kartik 22, 2006 v.s.) at Lazimpat in Kathmandu. Her Majesty is the eldest daughter of Lieutenant-General Kendra Shumshere J.B. Rana and Mrs. Shree Rajya Laxmi Rana. Her family life from her childhood onward has remained a happy and interesting one.

Birth of HRH the Crown Prince

Her Majesty Queen Aishwarya was delivered of His Royal Highness Crown Prince Dipendra Bir Bikram Shah Dev on the 27th of June 1971. With the birth of His Royal Highness a new light has further enkindled the glory of the Shah Dynasty. As for the Nepalese, they are overwhelmed with joy as they see in the Crown Prince a golden link in the unbroken historic continuity of the Shah Kings.

Coronation

The auspicious Coronation of His Majesty King Birendra Bir Bikram Shah Dev and Her Majesty Queen Aishwarya Rajya Laxmi Devi Shah was solemnised in accordance with Vedic rites and ancient traditions at Hanuman Dhoka Royal Palace in Kathmandu on the 24th of February 1975.

Birth of HRH Princess Sruti

Her Majesty the Queen was delivered of Her Royal Highness Princess Sruti Rajya Laxmi Devi Shah on the 16th of October 1976.

Birth of HRH Prince Nirajan

Her Majesty the Queen was delivered of His Royal Highness Prince Nirajan Bir Bikram Shah on the 6th of November 1978.

Role in Women Uplift

Her Majesty the Queen has been playing a very significant role in the advancement and uplift of the women in Nepal. The International Women's Year, 1975 provided one more opportunity to Her Majesty the Queen in providing excellent guidance—theoretical and practical to the Nepalese society towards this end. By patronising International Women's Year Committee, 1975, Nepal, Her Majesty not only inaugurated various projects and programmes pertaining to the uplift of women in all the development regions of the country but also provided inspiration and excellent guidance to the Committee.

Her Majesty also inaugurated a United Nations Regional Conference on "The Participation of Women in Political, Economic and Social Development" on the 15th of February 1977. The Conference was attended too by participants from ESCAP member-countries, several UN specialised agenci .s and about eighty non-govern- mental organisations.

Her Majesty Queen Aishwarya is the Chairperson of the Social Services National Co-ordination Council. This Council was established in February 1977 with a view to bring about co-ordination in the functions of various social organisations in Nepal. The Council also seeks to develop and expand effective service-system pertaining to social welfare. The Council has several sub-committees under it.

The sub-committees are as follows:-

1. Health Services Co-ordination Committee
2. Child welfare Co-ordination Committee
3. Women's Services Co-ordination Committee
4. Youth Activities Co-ordination Committee
5. Community Services Co-ordination Committee
6. Hinduism Services Co-ordination Committee

Her Majesty the Queen is also the Chief Patroness of the Nepal Scouts.

Thus, along with His Majesty King Birendra Bir Bikram Shah Dev, Her Majesty Queen Aishwarya Rajya Laxmi Devi Shah has also become the centre of hopes and aspirations of the people of Nepal.

Her Majesty the Queen is also the Chairperson of the Pasupati Area Development Trust.

Social Reforms

His Majesty the King has laid equal emphasis on awakening the Nepalese women from the darkness o ignorance and backwardness and to make them parti-cipate in the country's development process. As a result women all over the country are enjoying educational and training facilities better than ever before. At the call of th United Nations the International Women's Year 1975 wa observed throughout the world by its member countrie The year was observed in Nepal under the Patronage Her Majesty Queen Aishwarya Rajya Laxmi Devi Shah The Legal Code, Sixth Amendment Ordinance, 197 issued by His Majesty the King and various projects an programmes pertaining to women's uplift implemente in all the development regions of the country have bee instrumental in providing the Nepalese women the social, political and economic rights and protections.

BIO-DATA OF RT. HON'BLE PRIME MINISTER

KRISHNA PRASAD BHATTARAI

Born in December 1924 in Benaras. Youngest son of late Shankata Prasad Bhattarai and Lalita Devi Bhattarai. His father was living a life of exile from Rana rule in Benaras.

He was graduated (Economics) from Benaras Hindu University adn was associated witht he Indian National Congress and Qit India Movement. In 1942 was impris oned for a brief period in India. Active in Student politics BHU, he organised the first Nepali Student's Association in Benaras Hindu University. He was elected Vice President of the Association. Nepal students body was the forerunner of Nepali National Congress. Mr. Bhattarai has been a great fighter for human rights and democracy throughout his career. He is a founder member of the Nepali National Congress in January 1947 which ultimately merged with Nepal Democrat Congress in 1950. Since the very begining Mr. Bhattarai has been in responsible positions in the party throughout his political career.

He was the commander of the revolutionary forces that captured the eastern hill district of Udaipur during the revolution in 1950. After the successful termination of 1950-51 revolution, Mr. Bhattarai was appointed Speaker of the First Advisory Assembly at the early age of 26 thus breaking the world record by becoming the youngest speaker of a Legislature.

He was the first President of the Nepal Journalist Assocation in which capacity he visited USSR and UK in 1957. Incidentally, he was the first foreign correspondent to have an exclusive interview with the USSR Prime Minister and Secretary General of the Communist party of USSR Nikita Khrushchev for two and half hours.

He became in the first elected Parliment in 1959 and led a parliamentary delegation to India paving the way for the subsequent visit of the then Nepalese Prime Minister Bishweshwar Prasad Koirala. Both these visits were successful and proved advantageous to Nepal in making ways.

He is an avid reader and has special interest in poems and philosophy. He is a bachler.

He was impris oned during the Royal takover of December 15, 1960 and when detained in Sundrijal Military Jail and later Nakku Jail for more than nice years. Thereafter because of his political activities he was arrested intermittently totalling his period of jail lifeto 14 years and more.

He became acting President of the Nepali Congress party in 1977 and that he still continues. Mr. Bhattarai was appointed Prime Minister of Nepal on April 19,1990. He holds the portfolios of Royal Palace Affairs, Defence and Foreign Affairs.

HM King Birendra Bir Bikram Shah Dev,
HM Queen Aishwarya Rajya Laxmi Devi Shah
HRH Crown Prince Dipendra Bir Bikram Shah Dev
HRH Princess Sruti Rajya Laxmi Devi Shah
HRH Prince Niraian Bir Bikram Shah

THE ROYAL FAMILY

HIS MAJESTY KING BIRENDRA BIR BIKRAM SHAH DEV

His Majesty King Birendra Bir Bikram Shah Dev, the eldest son of His late Majesty King Mahendra (the then Crown Prince) and the late Crown Princess Indra Rajya Laxmi Devi Shah, was born on the 28th of December 1945 at the Narayanhity Royal Palace, Kathmandu.

His Majesty King Birendra ascended the throne of the Kingdom of Nepal on the 31st of January 1972 (Magh 17, 2028) upon the sad and sudden demise of His Majesty King Mahendra.

The auspicious Coronation of His Majesty King Birendra Bir Bikram Shah Dev was solemnised amidst Vedic rites on the 24th of February 1975(Falgun 12, 2031).

Besides swimming and riding, His Majesty also flies helicopter. Sports and physical exercises hold an important place in the life of His Majesty.

The auspicious wedding of His Majesty the King was solemnised with Her Majesty Queen Aishwarya Rajya Laxmi Devi Shah in February 1970. Born on June 27, 1971, His Royal Highness Crown Prince Dipendra Bir Bikram Shah Dev is the first issue of the Royal couple. Her Royal Highness Princess Sruti Rajya Laxmi Devi Shah, their daughter, was born on October 15, 1976. Their Majesties were blessed with a third child, His Royal Highness Prince Nirajan Bir Bikram Shah on November 6, 1978.

After the successful completion of education at St. Joseph's, His Majesty proceeded to Eton College, England in 1959 for further education. He spent close to five years as a student at Eton participating in all school activities like any other student.

At Eton the regimen was strictly followed together with the curriculum that the college prescribed for its students. The excellent guidance provided by the House Master and others is fondly remembered and the friendships formed then have endured. During his years at Eton, especially during vacations, His Majesty made extensive tours of several European countries. These tours widened the horizons of his knowledge.

His Majesty King Birendra was included in the Royal entourage during His late Majesty King Mahendra's State Visit to the United Kingdom in 1960. His Majesty was also an observer-participant in the first summit conference of Non-aligned nations held in Belgrade, Yugoslavia in 1961. His Majesty completed his studies at Eton in June 1964 and returned to Kathmandu visiting the Soviet Union, Iran and other countries en route.

The Subha Upanayan ceremony of His Majesty was solemnised amidst Vedic rites in April 1963. During this ceremony a Hindu puts on for life a sacred thread indicative of the assumption of Vedic responsibility.

The Coming-of-Age Ceremony of His Majesty was held on the 17th of September 1964 at Hanuman Dhoka Royal Palace, Kathmandu. During this ceremony His late Majesty the King conferred on him the title of Grand-master and Colonel-in-Chief of the Royal Nepal Army.

As a painter His Majesty belongs to the Impressionist School. But personal preference aside, the Nepal Association of Fine Arts (NAFA) founded under his chairmanship encouraged both traditional and modern Nepali arts. NAFA was merged into the Royal Nepal Academy in 1976.

In February - March 1989 movemnet for Democracy was launched in Nepal. It received a wide support from the people. By recognising the will and the aspiration of the people His Majesty the King lifted the ban imposed on political parties during the panchayat system, after negotiating with the Nepalese Congess and united Left Front leaders. His Majesty also announced that Multi party Democracy will be established in Nepal in April 1990. New interim Government headed by Rt.Hon. Prime Minister Krishna Prasad Bhattarai was established. The cabinet consisted of representatives of Nepali Congress, United Left Front and Independent. It was entrusted with the task of strengthening constitutional Monarchy. Multi Party Democracy and holding a free, fair and impartial election within a period of one Year.

In May 1990, His Majesty the King formed a constitution recommendation commission to draft and recommend new constitution of Nepal on advice of the prime Minister. Draft Constitution was submitted by the Commission and His Majesty the King on the advice of the Prime Minister Promulgated the Constitutoin of Nepal on 9 November 1990. the constitution guarentees Fundamental Rights of the people. It has provision of a Parliament of two Houses. House of Representative consist of 205 members elected on the basis of Adult Franchice and the Council of State will consist 60 members. The constitution has provision for Parliamentary form of Government, constitutional Monarchy and Multi Party Democracy and independence of Judiciary.

His Majesty the King has played a significant and very important role for the establishment of multi party democracy in Nepal. His Majesty's far sighted wisdom and dynamic leadership has saved Nepal from the crisis and paved the smooth way for National reconciliation instead of confrontation during and after the movement for democracy.

Nepal and Pakistan have very good relationship ever since the establishment of relations. The relationship has been further consolidated by the exchange of visits of leaders and delegations from both the countries. Both the countries have identity of views on many international questions. A Joint Economic commission has been established between Nepal and Pakistan to promote trade, commercial and economic relations. The Commission had its meetings in Islamabad and Kathmandu and has indentified the areas of cooperation. Being the members of the SAARC both Nepal and Pakistan have become much closer. The people of Nepal have warm feelings of friendship and goodwill towards the people Pakistan. The relationship is developing day by day between the two countries.

I also would like to take this opportunity to extend Felicitations and good wishes to His Excellency Mr. Ghylam Ishaq Khan, President of the Islamic Republic of Pakistan and His Excellency Mr. Mohammad Nawaz Sharif, Prime Minister of the Islamic Republic of Pakistan for their wise quidance to the nation for perpetual peace and prosperity.

Royal Nepalese Ambassador

SPECIAL

Write up on Nepal

ON THE 6TH AUSPICIOUS BIRTHDAY OF HIS MAJESTY KING BIRENDRA BIR BIKRAM SHAH DEV

MESSAGE FROM THE AMBASSADOR

Arjum Narsing Rana

Every year on 28th of December the people of Nepal celebrate the auspicious Birthday of His Majesty King Birendra Bir Bikram Shah Dev of Nepal. It gives me a great pleasure to say that we are celebrating this auspicious Birthday of His Majesty the King with great joy and jubilation and with devout loyalty offering our heartiest felicitations to His Majesty for his long life good health, happiness and long reign. On this happy occasoin I also wish to convey my sincere greetings to the Government and the people of the Islamic Republic of Pakistan.

On January 31, 1972 His Majesty King Birendra Bir Bikram Shah Dev ascended the Throne of the Kingdom of Nepal. He started the process of modernisation of Nepal and gave much omphasis on Peace and Development. In 1975 at the time of Coronation His Majesty the King declared Nepal a Zone of Peace. This proposal was very widely supported by many nations.

In 1979 His Majesty the King Proclaimed a National referendum to rule the country according to the will and aspiration of the people. The people were given the choice of selecting the system of government. After the referendum the amendment was made in the election of legislature on the basis of adult franchise.

His Majesty the King has always been dedicated for the development of the country. In order to inspect the progress of development works and to have the in depth informations of the Regional Headquarters and the remotest parts of the country regularly every year. His Majesty has given much emphasis to meet the basic needs of the people by the year 2000. His Majesty the King has participated in many International Meetings and Conferences to put forward the cause of Nepal.

پاکستانی تاریخ کے پہلے باعزت وزیراعظم غلام مصطفیٰ جتوئی

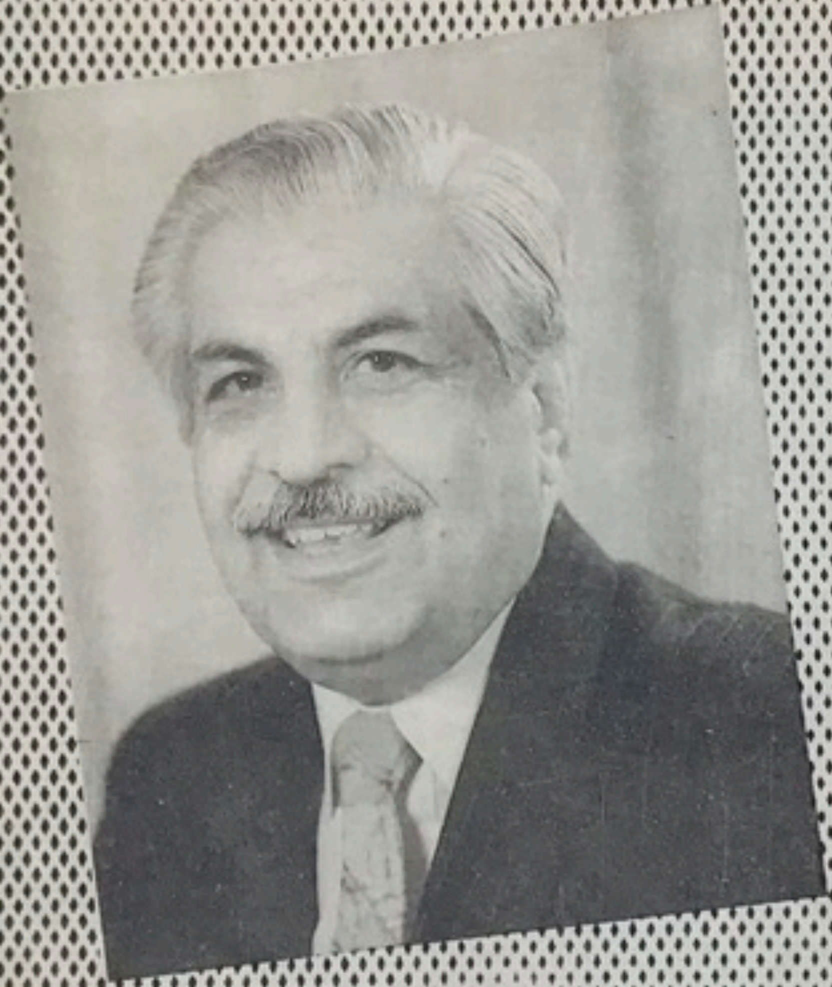

جناب غلام مصطفیٰ جتوئی پاکستان کی تاریخ میں پہلے وزیراعظم ہیں، جنہیں پُر وقار باعزت طریقے سے اقتدار عوام کے منتخب نمائندوں کو منتقل کرنے کا اعزاز حاصل ہوا ہے جناب غلام مصطفیٰ جتوئی کی تین ماہ بحیثیت نگران وزیراعظم کارکردگی کا جائزہ لیا جائے، محاذ آرائی اور غیر یقینی فضا میں جناب جتوئی نے بڑے حوصلے اور جرأت مندانہ فیصلوں کے ذریعے بے مثال کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے پاکستان کے

اب بھی کارکردگی کے لحاظ سے وزارتِ عظمیٰ پر جتوئی کا حق ہے۔

ریاستی اداروں نے جو ذمہ داریاں جناب جتوئی کے سپرد کیں ایک منجھے ہوئے ایڈمنسٹریٹر کی حیثیت سے بڑی ہمت لگن کے ساتھ ان ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے نبھایا، نگران حکومت کو محاذ آرائی، لوٹ کھسوٹ، کرپشن، ہارس ٹریڈنگ، ہنگامہ آرائی، دن دھاڑے اغوا اور ڈکیتیاں ورثے میں ملی تھیں۔

جناب جتوئی کے مدبرانہ اقدامات ان میں حیرت انگیز حد تک کمی واقع ہوئی، تین ماہ میں کوئی بھی ایسا اقدام نہیں اٹھایا جس سے پاکستان کے ریاستی اداروں کو ندامت کا سامنا کرنا پڑا ہو۔ مختصر عرصے میں وفاق پاکستان سمیت چاروں صوبوں کی سیاسی قوتوں کو اپنے ساتھ لے کر چلے جناب غلام مصطفیٰ جتوئی کی یہ خوبی ریکارڈ میں آچکی ہے انہوں نے کمال مہارت سے پاکستان کے ریاستی اداروں کی طرف سے دیئے گئے اختیارات کا صرف پانچ فیصد استعمال کیا ۹۵ فیصد محفوظ رکھا، کارکردگی کے لحاظ سے یہ کریڈٹ جناب غلام مصطفیٰ جتوئی ہی کو جاتا ہے، ریاستی اداروں نے اختیارات کے طور پر ایک سو روپے دیئے انہوں نے ایک سو خرچ کرنے کی بجائے صرف پانچ روپے خرچ کیے ہیں باقی ۹۵ روپے ان کی اپنی جیب میں محفوظ ہیں، کارکردگی کے لحاظ سے وزارت اعظمیٰ کے لیے جناب جتوئی کا حق تھا، پنجاب کے اکثر حلقوں کی طرف سے اس مطالبے کہ وزیراعظم پنجاب سے لیا جائے، اس مطالبے کے آگے جناب جتوئی نے وزارت عظمیٰ سے رضاکارانہ طور پر دستبردار ہو کر پنجاب کو سونپ دی، جتوئی صاحب کی طرف سے بے مثال ایثار اور قربانی پاکستان کی تاریخ سیاست کا حصہ رہے گا، جناب جتوئی کا یہ موقف قابل تعریف ہے، کہ وزارت اعظمیٰ کے منصب سے رضاکارانہ طور پر سبکدوش ہونے کے بعد قومی اسمبلی کے رکن رہ کر اپنے حلقہ انتخاب کی خدمت جاری رکھیں گے۔ انھوں نے ڈپٹی وزیراعظم کے عہدے کو ٹھکرا کر ثابت کر دیا ہے اقتدار اور جتوئی خاندان کی کمزوری نہیں ہے، بین الاقوامی سطح پر آئندہ رونما ہونے والے حالات و واقعات کا بغور جائزہ لیا جائے تو یہ بات عیاں نظر آتی ہے ایک سال تک پاکستان کے ریاستی اداروں کو ملک کے بہترین قومی مفاد میں جناب غلام مصطفیٰ جتوئی کی خدمات حاصل کرنی پڑے گی۔ یہی ایک سیاسی شخصیت ہیں جو ملک کے تمام حلقوں کو قابل قبول ہوں گے۔

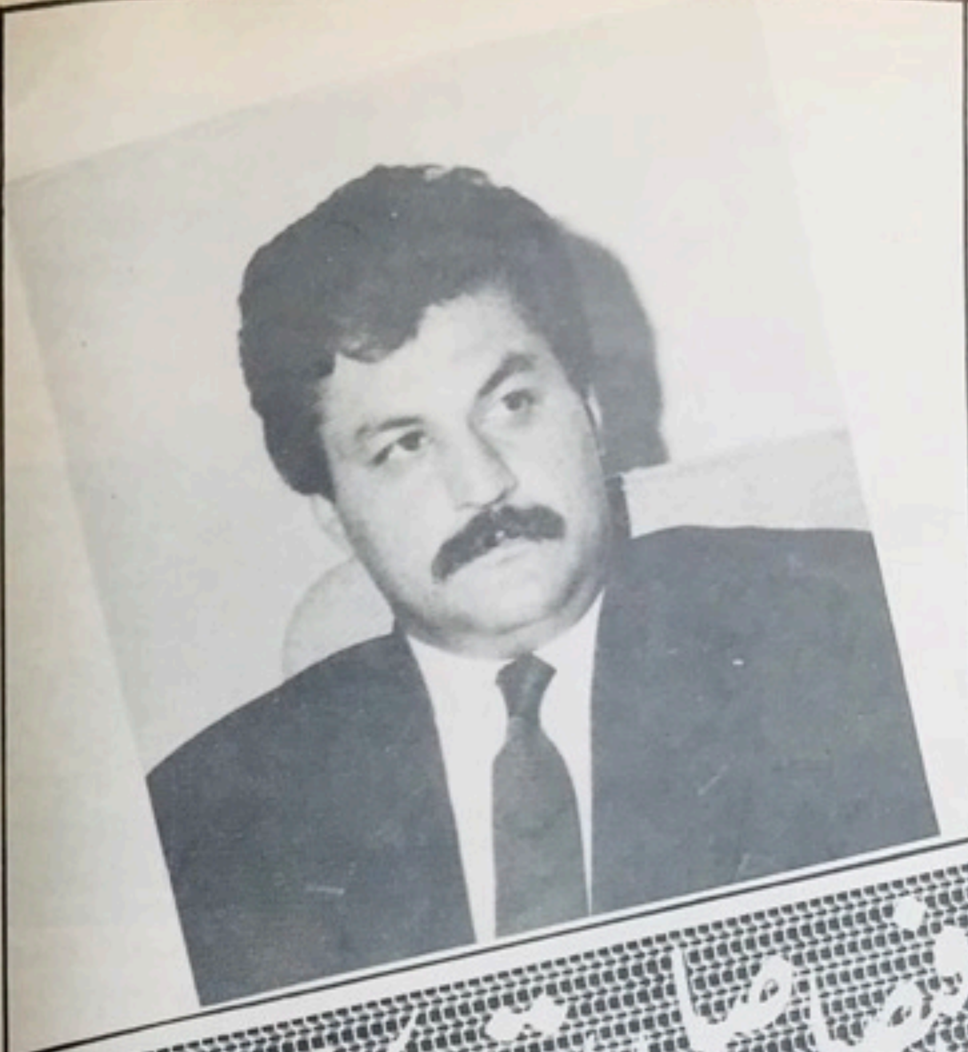

سابق وزیراعظم پاکستان جناب غلام مصطفےٰ جتوئی کے صاحبزادے اور سندھ سے قومی اسمبلی و صوبائی اسمبلی کی نشستوں پر بھاری اکثریت سے منتخب ہونے والے معروف نوجوان سیاسی رہنما غلام مرتضےٰ جتوئی نے معزول حکومت کے وزیر تجارت سید فیصل صالح حیات کو کھلا چیلنج کیا ہے کہ اگر سید فیصل صالح حیات یا کوئی شخص یہ بات ثابت کر دے کہ اپنے والد کے وزارت عظمیٰ پر فائز ہونے کے دوران میں (غلام مرتضیٰ خاں جتوئی) نے کوئی سیاسی یا مالی منفعت حاصل کی ہے تو میں اپنی دونوں نشستوں سے مستعفی ہو جاؤں گا۔

غلام مرتضیٰ خاں جتوئی نے کہا سابق حکومت

مرتضیٰ جتوئی کا فیصل صالح حیات کو کھلا چیلنج

کے وزیر سید فیصل صالح حیات نے مجھ پر یہ الزام عائد کیا ہے کہ میں نے گذشتہ دنوں چاول کی برآمدات کے سلسلے میں ایک حکومتی ادارے پر دباؤ ڈالا اور اس سودے سے کمیشن حاصل کیا۔ مرتضیٰ خاں جتوئی کے مطابق پیپلز پارٹی کے سابق وزراء اپنے گناہوں اور جرائم پر پردہ ڈالنے کے لئے اب دوسروں پر بے بنیاد الزامات لگا رہے ہیں۔ لیکن میں ایسی سختی کے ساتھ متنبہ کرتا ہوں کہ یا تو وہ اِن الزامات کو ثابت کریں ورنہ میں خود انہیں عدالت میں لے جانے کا حق محفوظ رکھتا ہوں۔ رئیس غلام مرتضیٰ خاں جتوئی نے کہا جتوئی خاندان کا کوئی فرد جھوٹے الزامات کی سیاست نہیں کرتا اور نہ ہی یہ گندی سیاست کو برداشت کرے گا۔

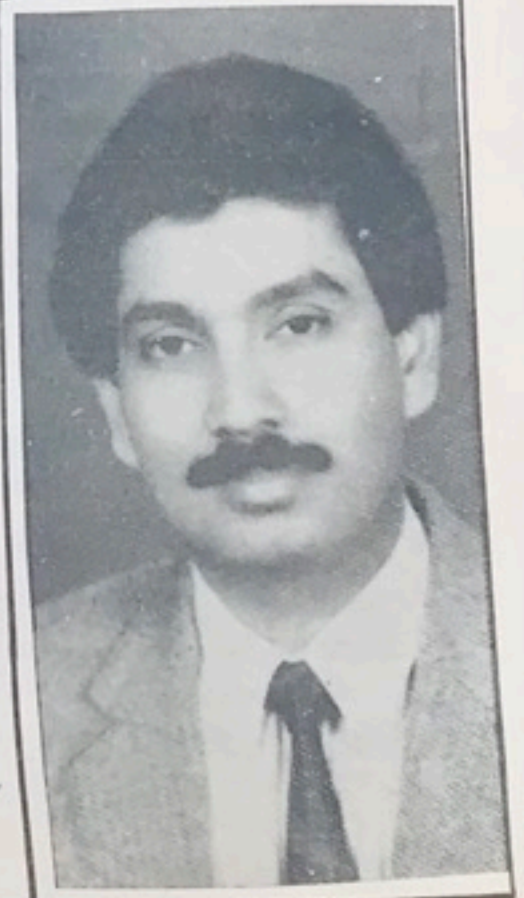

مرتضیٰ جتوئی نے فیصل صالح حیات کو چیلنج کیا

کہ وہ اِس الزام کو عدالت میں ثابت کریں اگر یہ الزام درست ثابت ہو گیا تو میں نہ صرف اپنی دونوں نشستوں سے دستبردار ہو جاؤں گا۔ بلکہ سیاست ہی چھوڑ دوں گا اور اگر فیصل صالح حیات یہ الزام ثابت نہ کر سکے تو انہیں بھی ایسا ہی کرنا ہو گا۔

غلام مرتضیٰ جتوئی کے مطابق پیپلز پارٹی کے مذکورہ وزیر کی شاہ خرچیاں اسلام آباد میں ایک سرکاری گیسٹ ہاؤس کی کہانیاں اسمبلی میں بھی بیان کی جا چکی ہیں۔ لیکن اب بھی وہ شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر مار رہے ہیں۔ مرتضیٰ خاں جتوئی نے کہا میں اس مسئلے کو قومی اسمبلی کے فلور پر بھی پیش کروں گا۔

۱۲ نومبر کے دن جاپان کے ۵۶ سالہ شاہ اکی ہیٹو کا جشن تخت نشینی بڑے شان و شوکت کیساتھ ٹوکیو میں منایا جا رہا ہے۔ جسمیں ۱۵۷ ممالک کے صدور، وزرائے اعظم، سفراء اور دوسرے اہم ترین نمائندے شرکت کر رہے ہیں۔ اس عظیم الشان عالمی لیڈروں کے اجتماع میں پاکستان کی نمائندگی صدر غلام اسحاق خاں، وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب خاں کریں گے۔ جشن تاجپوشی کی پروقار تقریب میں پاکستانی وفد کو جاپانی حکام سمیت عالمی لیڈروں سے اہم ترین مسائل پر گفت و شنید کے مواقع ملیں گے۔ بین الاقوامی مدعوین کی اس تقریب میں شاہ اکی ہیٹو کو جدید جاپان کے پہلے بادشاہ کی حیثیت سے مملکت اور عوام کے بھرپور اتحاد کے یکساں مظہر کے طور پر تاج پہنایا جائے گا۔ جاپان کے موجودہ شہنشاہ شاہ اکی ہیٹو ۲۰ سال قبل ولی عہد کی حیثیت سے ملکہ مچیکو کے ساتھ پاکستان کا دورہ کر چکے ہیں۔ اس جشن تاجپوشی کی پروقار تقریب کے موقع پر پاکستان کے عوام خصوصاً اپنے عظیم قریبی دوست ملک جاپان کے شہنشاہ اکی ہیٹو اور ان کی ملکہ مچیکو شاہی خاندان سمیت جاپانی حکومت و عوام کو نیک تمناؤں پُرخلوص جذبات کے ساتھ مبارکباد کا ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں اس توقع کا اظہار کرتے ہیں ہر شعبہ زندگی میں پاک جاپان دوستانہ تعلقات مضبوط سے مضبوط تر ہوتے جائیں گے دونوں دوست ملک عالمی امن، دنیا کو درپیش مسائل کے پرامن تصفیہ، اقتصادی وسائل کو انسانی بہبود، ترقی و خوشحالی کے لیے استعمال کرنے اور تخفیف اسلحہ کے سنہری اصولوں کے حصول کے لیے مشترکہ جدوجہد کرتے رہیں گے۔

شہنشاہ کی تاج پوشی کے موقع پر
صدر اسحاق کا دورۂ جاپان

ہم اس موقع پر پاکستانی وفد کے قائد صدر غلام اسحاق خاں سے بھرپور توقع رکھتے ہیں کہ وہ اپنے مجوزہ دورہ جاپان کے موقع پر جاپان کے شہنشاہ اور جاپانی وزیراعظم کائفیو کو جدید ٹیکنالوجی کی فراہمی بھرپور اقتصادی امداد کی فراہمی پر آمادہ کریں گے۔ موٹر سازی سمیت کئی منصوبوں پر عمل درآمد شروع کرانے میں اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں گے

دورہ کی مختلف

تصویری جھلکیاں

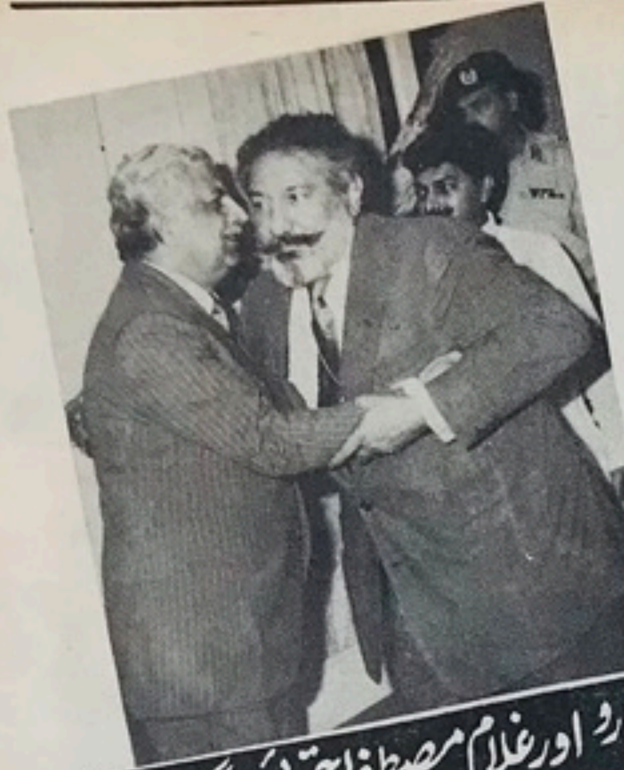

پیر پگارو اور غلام مصطفےٰ جتوئی گلے ملتے ہوئے

ایڈیٹر انچیف یوتھ انٹرنیشنل صدیق القادری یوگوسلاویہ کے سفیر کیساتھ محوِ گفتگو

امریکی سفیر رابرٹ بی اوکلے سبکدوش ہونے والے وزیر اعظم غلام مصطفےٰ جتوئی کے ساتھ ایک ملاقات

سابق سپیکر قومی اسمبلی جناب ملک معراج خالد نئے سپیکر جناب گوہر ایوب خان سے حلف لیتے ہوئے۔

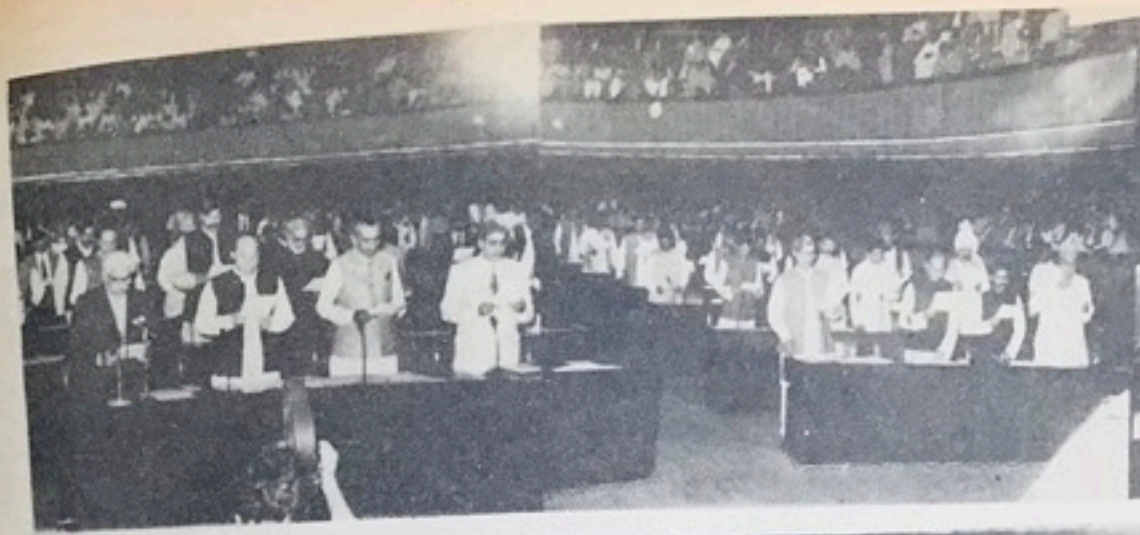

Outgoing Speaker of National Assembly Malik M. Khalid administrating oath to the M.N. A cs.

President Ghulam Ishaq Khan Addressing the Joint session of the Parliment.

F. Minister for communication Mr. M. Murtaza Jatoi addressing a High level meeting of the dep.

سوڈان کے صدر عمر حسن احمد البشیر اور ان کا وفد پاکستانی وزیر اعظم نواز شریف اور وفد مذاکرات کرتے ہوئے

سویڈن کے سفیر صدر پاکستان کو اپنی تقرری کی اسناد پیش کر رہے ہیں

جاپانی سفیر صدر اسحاق کو اپنی تقرری کی اسناد پیش کرتے ہوئے

برونئی کے سفیر اپنی اسناد پیش کرتے ہوئے۔ تیونس کے سفیر اپنی اسناد صدر پاکستان غلام اسحاق خان کو پیش کرتے ہوئے

Sudanese President Gen. O.H.A. El-bashir speaking at a dinner Hosted by President Ghulam Ishaq Khan in his honour.

Gen. O.H. Ahmed El-Bashir Called on G.R.I. Khan

President Speaking at the above said dinner

President G.I. Khan seeing off the President of Sudan Gen. Omer Hassan Ahmed El-bashir.

گلیمر کی ملکہ جسے زمانہ چاہتا ہے
یہی چاہت اُس کی زندگی ہے

مادھوری ڈکشت بھارت کی منفرد اور نامور شہرت یافتہ اداکارہ ہے جسے فلم تیزاب نے ایسا نوازا ہے کہ اُس نے دنیا کو محو حیرت کر دیا ہے۔ اب تو وہ سپر سٹار کی لسٹ میں پہونچ چکی ہے اور وہ گلیمر اور کردار نگاری میں نمایاں اور سچائی کی بے مثال تصویر ہے اسی وجہ سے اب وہ بھارت کی ہر آنے والی فلم میں ہر ہیرو کے ساتھ کام کرتی نظر آتی ہے اس کے کام کو ہر کوئی سراہتا اور پسند کی نگاہ سے دیکھتا ہے وہ کسی کی نقالی نہیں کرتی بلکہ اپنی ذہانت سے کہانی کے رول میں جان ڈال دیتی ہے کہ لوگ عش عش کر اٹھتے ہیں یہی نہیں اُسے ہر بچہ، بوڑھا اور جوان چاہتا ہے اُس کی زندگی اتنی شاندار ہے کہ اُس پر رشک کیا جا سکتا ہے بھارت ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں مقبول ہے اس وقت جبکہ ہر نئی اداکارہ اور نئے اداکاروں کی بھرمار ہے مگر مادھوری ڈکشت کی مثال ملنی مشکل ہی نہیں دشوار بھی ہے اب تک رسائل اور جرائد عامر خان اور متھن چکرورتی کے ساتھ کے سکینڈل کی بھرمار ہے حالانکہ خود مادھوری ڈکشت اِن خبروں کی تردید بھی گاہے بگاہے کرتی رہتی ہیں۔ مگر پریس والوں کا کیا ہے جب چاہیں اداکار اور اداکاراؤں کے بارے میں اناپ شناپ خبریں چھاپ کر انہیں مقبولیت بخشتے رہتے ہیں۔ اور ذلت بھی۔

انہیں خبروں کو پڑھ کر ہمیں مادھوری سے ملنا پسند کیا وہ ایک خوبصورت اور جاذب نظر ہیروئن ہے جسے دیکھتے ہی فلم تیزاب کا گانا یاد آجاتا ہے۔

حسن کی ملکہ بھارت کی ہیروئن

اداکارہ مادھوری ڈکشت

ایک دو تین چار، پانچ، چھ، سات، آٹھ، نو، دس گیارہ بارہ، تیرہ کی گنتی والے گانے میں اچھوتا پن اور رقص کی معراج نے مادھوری ڈکشت کو پارس بنا دیا یہی وجہ ہے کہ لوگ آج تک اُس گانے کو نہیں بھولے حالانکہ اُس نے اور بھی فلموں میں کام کیا ہے مگر "تیزاب" کے گانے کی وجہ سے ایک دم مادھوری ڈکشٹ زمین سے آسمان تک جا پہونچی اور تمام دنیا میں اُس کے چرچے ہونے لگے اور فلموں کی بھی؟ بار ہونے لگی۔ فلمی دنیا میں تو یہی کچھ ہوتا آیا ہے کہ آرٹسٹ کو ایک ایسا کردار ملے جس کی اداکاری میں اگر آرٹسٹ اپنے فہم و ادراک سے کام لے تو وہ یقیناً ٹاپ پر چلا جاتا ہے جہاں چھونا اُسے مشکل ہو جاتا ہے کچھ گفتگو مادھوری ڈکشت کے ساتھ ہوتی وہ مندرجہ ذیل سطور میں تحریر ہے جو آپ لکھئے آپ کی دلچسپی کے لئے تحریر کر رہے ہیں۔ یقیناً آپ پڑھ کر محظوظ ہوں گے۔

کس فلم میں میرا ہیرو کون ہو ؟ یہ فیصلہ تو اُس فلم کے پروڈیوسر، ڈائریکٹر کا ہوتا ہے۔ میں کسی کے معاملات میں دخل نہیں دے سکتی۔ کیونکہ آرٹسٹ کا کام فلم میں کردار کرنا ناکہ انہیں اپنی مرضی کے مطابق چلانا یہ تو بہت ہی عجیب بات ہے کہ فلمساز اور ہدایت کار ایسے ستون ہیں فلمی دنیا میں کہ وہ اپنی کہانی کی ڈیمانڈ پوری کرنے کے لیے ہر آرٹسٹ کا انتخاب کرتے ہوئے اپنی ذہانت کے مطابق انہیں بجٹ کے معیار کو مدنظر

عزت شہرت خدا کی دین ہے

رکھتے ہوئے پوری کاسٹ کا خیال رکھنا پڑتا ہے کیونکہ اگر کہانی کی نوک پلک درست نہ کی جائے تو وہ فلم اچھی نہیں بن سکتی۔

جس زمانے میں آپ نے راج شری کی فلم میں کام کیا تھا۔ کیا اُس وقت کی زندگی آپ کو یاد آتی ہے ؟

یہ زندگی بھی کیا زندگی ہے یعنی یہ بات اتنی پرانی ہے کہ اُسے یاد کرنے سے اب کیا حاصل ہے مستقبل کی بات کریں تو اچھا ہے بیتی باتیں بھول ہی جائیں۔

میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ ایسے ٹی وی سیریل میں کام کریں جو کم سے کم بیالیس ہفتے تک دکھایا جائے اور اس کی ہر کڑی میں آپ ہوں تاکہ آپ کو ہر ہفتے اپنے گھر میں ٹی وی پر دیکھتے رہیں۔

اتنی پیاری بات کے لئے شکریہ میں اس بات کا خیال رکھوں گی کہ کوئی ایسا پروگرام ملا تو آپ کی منشا ضرور پوری کرنے کی کوشش کروں گی۔

آپ اتنے برسوں سے فلم انڈسٹری میں ہیں آپ کو اس کی سب سے اچھی بات کیا لگتی ہے۔ اور بُری کیا۔ ؟

سب سے اچھی بات یہ کہ یہاں ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی جیسے کوئی بھی آپس میں اختلاف نہیں رکھتے بلکہ اکٹھے رہتے ہیں بُری بات یہ کہ اتنی بڑھیا مثال سے سارا ملک فائدہ کیوں نہیں اٹھاتا۔

آپ کی نظر میں سب سے خوبصورت پوشاک کیا ہے ساڑھی، بلاؤز، شلوار قمیض، سکرٹ بلاؤز، جین، کرتہ چوڑی دار پاجامہ۔

سب سے خوبصورت پوشاک وہ ہے جو پہننے والے کی جیب کو برداشت ہوئی ہو اور اُس کے شریر پر بھی

آپ تو گوری خوبصورت، تیکھے نین نقش والی ہیں آپ اتنا زیادہ میک اپ کیوں کرتی ہیں۔ میں بمبئی گیا تھا تو ایک شوٹنگ میں میں نے آپ کو بڑے ہیوی میک اپ میں دیکھا تھا۔

فلم کے لئے میک اپ کیمرے میں لگنے والی فلم اور

[illegible]

کہانی کے کردار کے مطابق کرنا پڑتا ہے ویسے روزمرہ کی زندگی میں میرا میک اپ نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔ یا یوں سمجھئے کہ سادہ سا ہوتا ہے۔

فلم "دل" میں آپ کی جوڑی عامر خان کے ساتھ خوب جمی آپ اُن کے ساتھ زیادہ فلمیں کیوں نہیں کرتیں۔ ؟

ہو۔ لباس میں تو بہت ہی تبدیلیاں آگئی ہیں کیونکہ ماڈرن زمانہ جو ہوا لہٰذا اس کے انداز اپنانے ہی پڑتے ہیں کیونکہ زمانے کے ساتھ ساتھ چلنا ہی تو زندگی ہے کیونکہ اگر ایسا نہ جائے تو پھوہڑ سمجھنے لگتے ہیں۔ لوگ کون اس زمانے میں اپنے آپ کو کم سمجھتا ہے۔ نئی جنریشن جو ہوئی۔ اس کے تقاضے بھی تو پورے کرنے ہی ہوتے ہیں۔

اپنا جنم دن دھماکے دار منانا پسند کرتی ہیں یا چپکے سے ؟

چپکے سے کیونکہ دھماکے سے سالگرہ منانا مجھے بالکل پسند نہیں ہے۔ یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔

کیا آپ پیار کی زبان سمجھتی ہیں یا پیار سے دُور بھاگتی ہیں

میں پیار سے رہتی ہوں اور پیار کی زبان سمجھتی ہوں پیار سے بھاگنا نادان کا کام ہے ویسے بھی فلمی لوگ پیار والے ہوتے ہیں اور پیار سے رہتے ہیں۔ اس لئے فلمی دنیا کے بارے میں کچھ کہنا بعید از قیاس ہے یہ لوگ تمام دنیا کے دلدادہ ہوتے ہیں اور لوگ بھی انہیں پیار کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ سیاست دانوں سے زیادہ اداکار اور اداکاراؤں کی شہرت ہوتی ہے کیونکہ جب بھی کبھی فلمی ستارے کہیں کہیں جاتے ہیں تو لوگوں کا جم غفیر انہیں دیکھنے کے لئے اُمنڈ آتا ہے۔ اور اُنہیں شائقین سے جان چھڑانا مشکل ہو جاتا ہے۔

آپ کی شہرت آج کل آسمان پر پہنچی ہوئی ہے آپ اس بارے میں کیا کہنا چاہیں گے۔

عزت شہرت اور دولت تو خدا کی دین ہے اس میں کوئی کچھ نہیں کر سکتا میں بھی اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتی ہوں کہ میری زندگی میں ایسا موقعہ بھی آیا کہ میں لوگوں کی نظروں میں بچھ رہی ہوں اور وہ مجھے دل و جان سے چاہتے ہیں ایسے موقع پر اپنے آپ کو قابو میں رکھنا مشکل ہو جاتا ہے لیکن پھر بھی میں اپنی لباط کے مطابق شائقین کی دلجوئی کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتی۔ کیونکہ ہم لوگ اُن کے دل کی دھڑکن بن کر دھڑکتے ہیں۔ اس دھڑکن کو سٹاپ کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں۔

آپ باتیں بڑی فلسفیانہ کرتی ہیں۔ لوگ اس چیز پر بھی تو مر مٹتے ہیں۔

فلسفیانہ باتیں کیا ہوتی ہیں یہ تو میں جانتی نہیں ہوں میں اُس کے مطابق آپ کے سوالوں کے جواب دیے جا رہی ہوں یہی میرے لئے کافی ہے اس کے علاوہ میری کیا جرأت ہے کہ میں لب کشائی کروں کیونکہ آرٹسٹ کی زندگی اُس کی اپنی نہیں ہوتی وہ دوسروں کے لئے جیتا ہے اور دوسروں کی بدولت ہی اُس کا کیریئر ہوتا ہے۔

آپ کے شھن چکرورتی کے ساتھ معاشقے کی خبری چرچا ہے آپ اس کے متعلق کیا کہنا چاہیں گی

فلموں میں ہیروز کے ساتھ کام کرتے کرتے اُن کے

پیار سے بھاگنا نادان کا کام ہے

ساتھ ملنا جلنا لوگ دیکھ کر پتہ نہیں کیوں جلتے ہیں حالانکہ

clear and principled stand on the Kashmir problem by maintaining that it should be resolved in accordance with UN Resolutions. A delegation of Pakistani Parliamentarians and Islamic Scholars led by Senators Qazi Hussain Ahmad and Professor Khurshid Ahmad visited Khartoum in June this year to publicize the plight of the Kashmiri people and the brutal repressive policies being pursues by the Indian authorities to quell their massive uprising for self-determination. This delegation was received very warmly by President El-Bashir. On this occasion, President El-Bashir declared oategorically that the problem of Kashmir should be resolved peacefully and on the basis of UN Resolutions. This stand of Sudan was also affirmed in a statement by its Foreign Ministry.

Pakistan has always been a strong supporter of sudan's unity and territorial integrity. President El-Beshir has taken several conciliatory steps including unilateral declarations of ceasefire to bring the secessionist elements in southern sudan to the negotiating table in order to resolve Sudan's internal problems peacefully and emicably. Pakistan commends these endeavours of President El-Bashir aimed at forging greater national unity and cohesion in Sudan through peaceful means. At the meeting of the Islamic Foreign Ministers Conference in Cairo in August this year Pakistan's Foreign Minister made a strong statement condemning the attempts by foreign elements notably Israel to subvert Sudan's unity. He declared that such attempts were in reality aimed weakening the entire Islamic Ummah.

Pakistan and Sudan are linked together by firm bonds which are rooted in common Islamic heritage. This creates an identity of purpose on the development and strengthening of bilateral relations as well as a convergence of views on various regional and global problems. As such there there is close cooperation between the two countries at the UN and other international forums.

As Muslim countries both Pakistan and Sudan have a deep interest in the unity and solidarity of the Islamic Ummah and the welfare of Muslim peoples and communities all over the World. The two countries seek to attain this objective both bilaterally and under the auspices of the Islamic Conference.

Sudan is in the forefront of Muslim countries to have enacted Sharia Laws. In this connection, close and frequent consultations took place between Islamic soholars and Jurists of Pakistan and Sudan.

Many Sudanese are studying Sharia Law at the International Islamic University of Islamabad. Pakistan is also host to several hundred Sudanese students in various educational institutions.

President El-Bashir has many friends in Pakistan dating back to 1974 when he attended the Infantry Commanders Course in Quetta.

اداکارہ اور ہیرو کا چولی دامن کا ساتھ ہوتا ہے اگر ایسے نہیں ہو تو فلم میں سچائی کا رنگ نہیں بھرا جا سکتا۔ سچائی کا رنگ بھرنے کے لئے ہیرو کے ساتھ گھل مل کر رہنا ہی ہماری کامیابی ہے دنیا ویسے جو بھی کہے کہتی رہے متھن چکرورتی ایسے فنکار ہیں جو اپنی فنکارانہ صلاحیتوں کی بدولت بھارتی فلم انڈسٹری میں ہی نہیں بلکہ پوری ورلڈ میں اُن کی شہرت کا آفتاب عروج پر ہے۔

آپ بھی تو اس وقت پوری دنیا میں اپنی فنکارانہ صلاحیتوں کی بدولت سپر اسٹار مانی جاتی ہیں اور پھر آپ اور متھن چکرورتی میں عشق و عاشقی کے سلسلے کے سکینڈل اخبارات و جرائد کے صفحات کی زینت بن چکے ہیں ویسے متھن چکرورتی بھی اس سلسلے میں سب سے آگے نظر آتے ہیں۔ اس سے پیشتر بھی اُن کے کئی ایک سکینڈل اخبارات و جرائد کی زینت بن چکے ہیں، رنجیتا اور سری دیوی کے ساتھ بھی اُس کے معاشقے کی خبریں زبان زدِ عام رہی ہیں۔ اور برصغیر پاک و ہند کے اکثر جرائد نے انہیں مزے لے لے کر شائع کیا ہے۔

میں تو اتنا جانتی ہوں کہ خود کیا ہوں اور کیا کر سکتی ہوں میرے بارے میں بھی اخبارات و جرائد جو کچھ چھاپتے ہیں اگر میں اُن کا نوٹس لوں تو سب میرے پیچھے ہی پڑ جائیں اور میرا جان چھڑانا مشکل ہو جائے کیونکہ پریس والوں سے لڑا نہیں جاتا میں نے بھی میگزینوں اور رسائل میں یہی پڑھا ہے: کہ متھن چکرورتی ان دنوں مادھوری ڈکشت کے دام الفت میں ایسے پھنسے ہیں کہ ہر کوئی انہیں دیکھ دیکھ کر یہی اندازہ لگاتا ہے کہ وہ ایک دن شادی کے بندھن میں ضرور بندھ کر رہیں گے کیونکہ ایک ساتھ گھومنا پھرنا فلم بینوں اور عام لوگوں کے لئے ایک سوالیہ نشان بن کر رہ گیا ہے یہ دونوں اداکار جن کا فن اپنی انتہائی بلندیوں پر پہنچ چکا ہے فلمی دنیا سے متعلق قریباً ہر فنکشن اور مختلف ہوٹلوں میں اکٹھے ہی دیکھے جاتے ہیں۔ بھارتی حلقوں میں ان کے معاشقے پر چہ میگوئیاں سی ہو رہی ہیں اُن کا کہنا ہے کہ مادھوری ڈکشت اور متھن چکرورتی کا معاشقہ کوئی نہ کوئی رنگ ضرور لائے گا کیونکہ ان دونوں اداکاروں کا اکٹھے گھومنا پھرنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ دال میں کچھ کالا ضرور ہے۔ تو بات یہ ہے میں سب کچھ پڑھ کر بھی اسے بھول جانا چاہتی ہوں کیونکہ ان باتوں سے کیا ہو جاتا ہے؟ لوگ بڑے مزے لے لے کر ایسی خبریں پڑھتے ہیں۔ یہی فنکار کی زندگی ہے اور فنکار کی شہرت اچھی ہو یا بری شہرت آخر شہرت ہوتی ہے ویسے بھی فنکار ان سکینڈلوں کے عادی ہو چکے ہیں کیونکہ آئے دن نت نئے سکینڈل ہوتے ہی رہتے ہیں۔

مادھوری جی آپ سے گفتگو بڑی دلچسپ رہی اور اس سے یقیناً شائقین بھی پڑھ کر جھوٹ سچ اور سچ کو پہچان لیں گے۔ آپ کے ساتھ ہماری ملاقات بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی۔ اور وہ سلسلہ بھی پورا ہوا کیونکہ ایسی باتیں کبھی کبھی انسان کو نقصان بھی پہنچا سکتی ہیں۔

بقول آپ کے شہرت بری ہو یا اچھی شہرت شہرت ہی ہوتی ہے کسی حد تک آپ بھی سچ ہی کہتی ہیں ہم تو آپ کی باتوں سے بہت متاثر ہوئے ہیں یقیناً آپ ایک سمجھدار اور سلجھی ہوئی آرٹسٹ ہیں ورنہ ایسے حالات میں کوئی فنکار بھی ایسی گفتگو نہیں کر سکتا کیونکہ وہ ان باتوں کو پڑھ کر آپے سے باہر ہو جاتے ہیں اور یہی چیز نقصان پہنچانے کے لئے کافی ہوتی ہے ہمارا بھی یہی خیال ہے۔ مادھوری جی آپ لوگوں کے لئے کچھ کہنا چاہیں گی میں تمام لوگوں سے یہی کہوں گی حق بات کہنی چاہیئے چاہے زندگی ہی کیوں نہ چلی جائے۔ ہمیشہ حق کی ہی فتح ہوتی ہے۔ اور باطل نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ حق سنو، حق کہو اور حق کے سوا کچھ نہ کہو قلم بند کر کے ہم انٹرویو ختم کر کے اٹھے مادھوری جی نے بڑے پرتپاک انداز سے رخصت کیا اخبارات اور میگزینوں میں چھپنے والی خبروں کی غلط تشہیر پر بھی مادھوری ڈکشت کا بڑی بردباری سے سامنا کرتے ہوئے جذبات سے بہتے ہوئے ہمارے دل پر بہت گہرا اثر کیا۔ اور ہم بھی دوسروں کی اُس متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے حالانکہ اس سے پہلے ہم نے کئی اداکاروں اور اداکاراؤں کے انٹرویو اور ملاقاتیں کر چکے ہیں مگر اُن ملاقاتوں اور انٹرویو سے زیادہ موثر گفتگو صرف مادھوری ڈکشت سے ہوئی جو آپ کے سامنے ہے کیونکہ اس میں کوئی بناوٹ اور مصنوعی پن نہیں ہے۔ اک دھڑکتے ہوئے دل کو جاگیر کہنے والی مادھوری ڈکشت انسانیت کی معراج ہے یہی خوبیاں اُس کی کامیابی کی دلیل ہیں۔ اتنے عروج پر پہنچ کر بھی اُس نے عاجزی اور انکساری کا دامن نہیں چھوڑا وہ تو ایک گلاب ہے جس کے ساتھ کانٹے بھی ہوتے ہیں۔ لیکن دیکھنے میں خوبصورت اتنی کہ چھونے کو دل چاہے اور یہی بات اُس میں نرالی ہے جو سب کو بھاتی ہے۔ فنکار سب کا سرمایہ ہوتا ہے جس سے سب کو لگاؤ ہوتا ہے یہی تو اُس کی زندگی کا ماحاصل ہے۔

Visit of the President of Sudan Gen. Omer Hassan A. El - Bashir

General Omer Hassan Ahmed El-bashir, Sudan's President and the Chairman of National Salvation Revolutionary Command Council of Sudan is arrived on a one day visit. This visit is taking place in response to an invitation to the Sudanese leader by the President, Mr. Ghulam Ishaq Khan and the Prime Minister, Mr. Nawaz Sharif.

In the prespective of bilateral relations between Pakistan and Sudan this visit of the Sudanese leader assumes special importance since it is the first-ever official visit to Pakistan by a Sudanese head of State or Head of Government. President Nimeiri of Sudan visited Pakistan in 1974 but that visit was in conneotion with the Islamic Summit at Lahore.

President El-Bashir's visit to Pakistan comes at an opportune moment in the context of the need for Islamic countries to intensify mutual consultations against the background of the grave crisis in the Gulf which has created deep fissures in the Islamic and Arab community of nations. The discussions of President El-Bashir with Pakistani leaders are expected to focus on a review of the

problems and challenges

Two Children Presenting Bouquet To the President of Sudan

confronting the Islamic Ummah, in various parts of the World and ways and means of strengthening bilateral relations between Sudan and Pakistan. While the situatioin in the Gulf

An Album is being Presented to the President of Sudan.

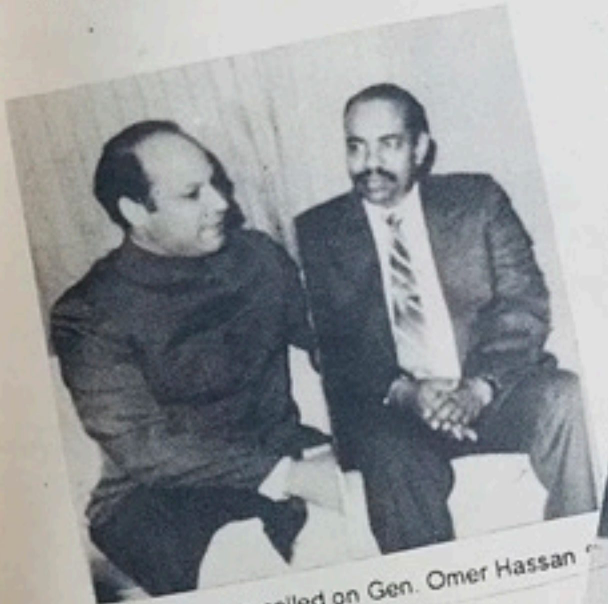

P.M. Nawaz called on Gen. Omer Hassan

region will figure prominently, the leaders of the two countries also reviewed the situation in Palestine in the wake of the recent massacre of Palestinians by Israeli extremists and Israeli military near the Al-Aqsa Mosque in Jerusalem.

Pakistan and Sudan enjoy close and fraternal relations. These relations have been strengthened over the years by the sympathy and support of the peoples of the two countries to each other. Throughout the 1980's Sudan was in the forefront of Muslim countries espousing the cause of the Afghan people. It steadfastly emphasized the need for the withdrawal of foreign troops from Afghanistan and the restoration of that country's independence, sovereignty and Islamic character. Sudan is one of the countries which recognised the Afghan Interim Government after its formation.

President Ghulam Ishaq Khan and President Gen. El-bashir before the departure of B-1.

Sudan has also adopted a

in 1989 and is administered by the Higher Council for Youth. The Fund enjoys a corporate status and financial and administrative independence, and has an independent board of directors and executive apparatus. The fund finances youth and sporting activities throughout the Sultanate.

The integrated national plan for youth also provides for the establishment of youth centres similar to that at Sohar, which was opened in November 1988, and contains a wide variety of outdoor and indoor facilities to Olympic standards. Work began on a youth centre in Salalah in 1989, which will be followed by similar centres in the Dakhiliya, Sharqiya, South Batinah and Dahira regions under the forthcoming Five Year Plan. In addition to the establishment of

An eager young swimmer jumps the gun at a youth swimming

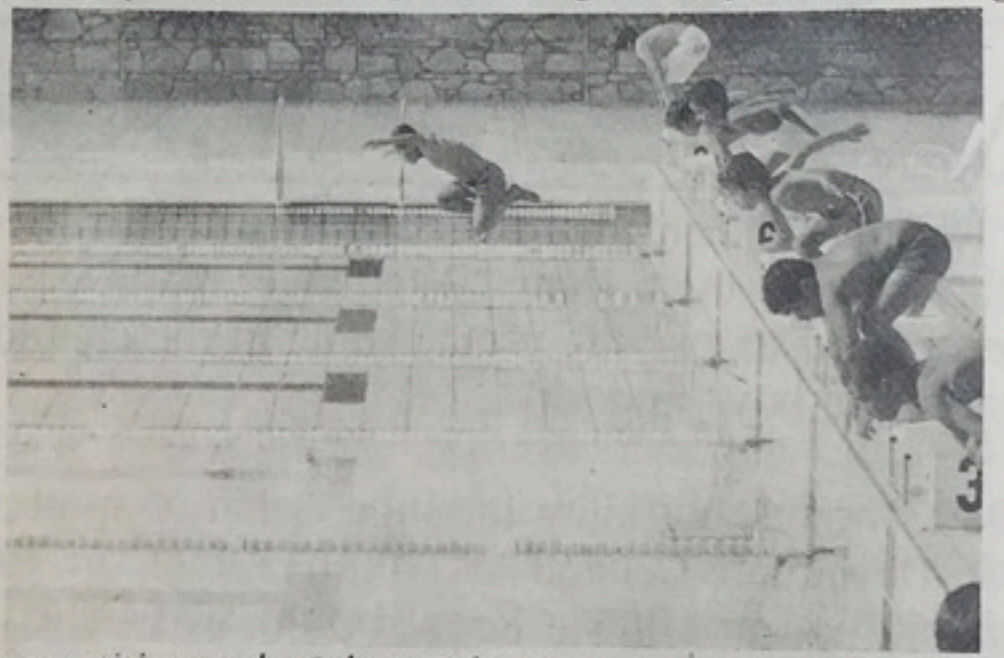

competition at the Sultan Qaboos Sports Complex, Bausher

these youth centres, preparations are being made for installing and expanding sports facilities in a number of clubs, and constructing and equipping sports grounds in schools.

Following the Sultanate's participation in 'Operation Raleigh; the international youth assistance campaign, in the 1980s, a team of fifty young Omanis went to the USA, Bahamas and Cameroun last year. In March 1990 the 'Ship of World Youth', a vessel chartered under the Japanese Government's Youth Exchange Programme, with 19 Omanis on board, called at Muscat on a four-day visit. The young people of several nations were entertained in the Sultanate and made visits to places of interest in the Interior. During its

goodwill cruise the ship visited Bombay, Alexandria and the Piraeus.

Although football is undoubtedly the most popular sport, hockey is increasing its following in the Sultanate. It is interesting to note that hockey was introduced into Oman as long ago as 1914, probably from India. Apart from Egypt, Oman is the only Arab country in which hockey is played. Now the latest comer to the sports scene is ice hockey.

Scouting

Scouting plays an important part in organised activities for boys and girls. The scouting movement was first introduced into Oman in 1948 at the Saidiya school in Muscat. Shortly afterwards scout packs were formed in boys' schools in Muttrah and Salalah. In 1970, when many more schools began to opened, the number of scout packs increased accordingly; and Guiding was also introduced into the new girls' schools. The National Organisation for Scouts and Guides was established by Royal Decree in 1975 with the aim of inculcating young people with a sense of service and of developing their self-reliance, sense of responsibility, and public spirit. To this end, annual camps were started the following year. In 1983, during the National Day celebrations, His Majesty was installed as Chief Scout in honour of his support for the movement.

Scouts and Guides are encouraged to participate in projects which aid society, one of the most rewarding of which is the organisation of an annual course for the handicapped under the auspices of the Oman National Committee for the Care of the Handicapped. This is part of the State effort to enable the handicapped to undertake work which will give them a secure and dignified life, and help them to make a positive contribution to society. These courses have been so successful that handicapped people from other member-States of the AGCC are now joining them.

Eight scouts were included in the crew of the Navy's sailing ship 'Shabab Oman' for its voyage to Sydney for the Australian Bicentenary celebrations. Omani scouts also participated in 1988 in the 31st World Scouting Conference in Melbourne, Australia, where they were awarded a prize in recognition of their contribution. A delegation of Omani scouts took part in the Fifth Islamic Scouts Jamboree in Amman in Jordan in August last year.

An historic event in bilateral affairs took place in March with the signing of an agreement demarcating the border between their two countries by His Majesty and His Majesty King Fahd of Saudi Arabia. In his speech at the signing, warmly welcoming the Agreement, His Majesty King Fahd described His Majesty the Sultan as "a great Arab leader and thinker", during whose reign Omani-Saudi relations had achieved a peak of excellence.

Also, in March His Majesty made his extensive annual 'Meet-the-People' tour of the Sultanate, travelling hundreds of miles to some of Oman's remotest areas, to talk to his people personally and to discuss their problems and needs with them face-to-face. His people took the opportunity of this year's tour to celebrate the 20th Anniversary of his accession in demonstrations of loyalty and in performing traditional dances and other entertainments at the simple encampments where His Majesty stayed.

YOUTH

No greater "past and present" contrast can be drawn in the Sultanate of Oman than between the conditions of Youth 20 years ago and those of today. At that time education was severely restricted and limited in content, and indeed almost totally non-existent, particularly for girls; disease was rife and many children did not survive to reach adulthood. Recreational facilities were unheard of. Now the visitor is struck by the fitness and alertness of the young, and the keenness displayed in every form of sporting acitivity.

Once the education system was firmly established it was possible to devote increasing attention to the broader aspects of the training and upbringing of the youth of the country, a priority that has been constantly reiterated by His Majesty Sultan Qaboos, who directed that the National Day celebrations in 1983 were to be devoted to the subject of Youth. To emphasise this point, His Majesty presented the Nation's young people with an Olympic-sized sports stadium covering 44 hectares of land at Bausher near Muscat, the

Flag-raising ceremony at an inter schools competition

main features of which are a seating capacity for 35,000 spectators and facilities for more than 20 different sports. Sporting activities are recognised as playing a major role in the character-building of the country's boys and girls.

In 1982, the responsibility for supervision of sports was entrusted to the Directorate-General of Youth Affairs in the Ministry of Education, and in 1986 a Royal Decree was issued amending the name of the Ministry of Education to the Ministry of Education and Youth. As a result of a Royal Directive issued in 1989, the Higher Council for Youth approved an integrated national plan for expanded and improved youth facilities; this plan is based on three main elements:-

a) Construction of sports and youth facilities.
b) Support to existing clubs, in order to provide them with a complete range of these facilities.
c) Support for the organisation of national sporting and recreational activities.

His Majesty personally donated half a million Omani Riyals to the National Fund for Financing Sporting Activities, which was set up

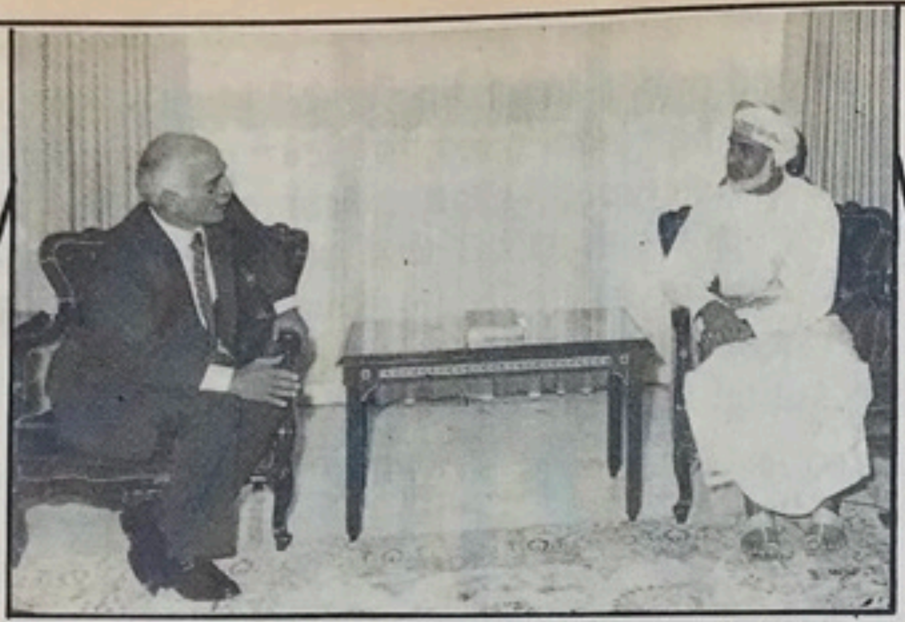

His Majesty with His Majesty King Hussein of Jordan at Al Hisn Palace in Salalah during the latter's private visit to the Sultanate

for this generation and those generations still to come.'
His Majesty has continually stressed the need for Omanis to fit themselves to take over work at present done by expatriates, and reminded employers that it was their duty to provide opportunities to enable the Omani people to do so.

As Chairman for this year of the Arab Gulf Cooperation Council, His Majesty warmly welcomed his brother heads of State to the Council's 10th Summit meeting which took place in Muscat last December and, in his address, reviewed the progress that had been made by the Council's efforts in working for peace and stability in the region, notably to secure a peaceful and lasting settlement of the Iraq-Iran conflict. He also reaffirmed his determination to support the establishment of legitimacy and the efforts to bring about an internal reconciliation in Lebanon, and the just cause and struggle of the Palestinian people for freedom and self-determination.

His Majesty, in referring to the momentous political and economic developments taking place in the world, said that, in looking forward to these new horizons, the Council must, have "a progressive role and effective presence" in this changing world. "We must positively associate ourselves with these changes, in the service of our peoples". The Council was determined to participate in promoting peace and cooperation at all international

His Majesty bids farewell to President Arafat of the State of Palestine at the conclusion of the latter's visit to the Sultanate

levels.

During the past yea:, His Majesty has continued to play an active role in international diplomacy, welcoming the President of China who arrived in Oman for a three-day visit last December, and Yasser Arafat, President of the State of Palestine, the following month, with whom he exchanged views on the Palestinian situation; at the end of their talks His Majesty announced his consent to the opening of a Palestinian Embassy in the Sultanate.
In February, His Majesty held official talks with His Highness the Emir of Kuwait at Al Alam Palace, Muscat. Their discussions covered Arab and international developments within both bilateral and inter-AGCC relations.

His Majesty meets the Senegalese President, Abdou Diouf, who was on a private visit to the Sultanat

His Majesty takes a keen interest in Oman's armed forces. Here, he tests a heavy machine gun during exercises by the Royal Guard of Oman

His Majesty has carefully combined traditional government with the inception of a modern state. The age-old system of Sultanic rule whereby individual Omanis had the right of access to the ruler – who was regarded as the father of his people – has been scrupulously preserved, alongside the evolvement of sophisticated government by a Cabinet of Ministers with their supporting staffs and responsibilities. Thus, His Majesty attaches great importance to personal contact with his people, and this he achieves in three principal ways: one is the State Consultative Council, which has a wide popular representation, now increased from 45 to 55 members, at the first meeting of which, in 1981, he said "The Council shall also be a vital field for interaction and integration between the opinions of its members and full cooperation and integration between the Government and the citizens in carrying out the duties and obligations of the current stage of development".

Secondly, His Majesty's annual tours of the Interior, when he is accompanied by many of his Ministers and meets individual Omanis face to face, listens to their suggestions, and discusses their problems, is a valuable means of assessing their needs. On these occasions the appropriate Minister is called in and the matter is dealt with immediately. Also, every year on the National Anniversary on 18th November, His Majesty delivers a major address to the Nation when he reviews the achievements of the previous year and outlines future policies.

In his speeches and public statements to his people during the past year, His Majesty has continued to place great emphasis and importance on diversifying Oman's economy away from total dependence on oil revenues. These revenues are forecast to continue for many years to come, but His Majesty has long recognised the need to broaden the country's economic base, not only as a precaution against possible future uncertainties of the oil market but also as a means of providing more career opportunities for Oman's graduates and school leavers.

Thus, in his address to the Nation on National Day last year, His Majesty commended the great efforts his Government and people had made in answer to his call for the development of the agriculture and fisheries industries as part of this sustained drive. Referring to the high importance of preserving Oman's ancient cultural heritage and traditional crafts, His Majesty said "In pursuance of this, we must ensure that we have a comprehensive social and economic framework within which we can demonstrate the high importance of these crafts. We must develop our economy, diversify the exploitation of our resources, and thus continue to improve the standard of living of our people. At the same time, it is the duty of us all continuously to bear in mind that this progress must be built on the foundations of our great inherited traditions and customs in accordance with the circumstances of the times in which we live. Thus will fruit be borne

His Majesty inaugurates Sultan Qaboos University Hospital: a teaching hospital to the highest world standards and a gift from His Majesty to his people

anachronistic restrictions on the lives and activities of the people, and he announced his intention of proceeding forthwith with the development of the country and of providing his people with the health care, education and the other social development they so sorely needed. He also called upon them to play their part in the work that lay ahead and appealed to all Omanis abroad, wherever

His Majesty with President Hosni Mubarak of Egypt who arrived in Muscat on a visit which demonstrated the warm relations between the two countries

they might be, to return and do so. His words met with a spontaneous and overwhelming response, and Omanis came flocking back from many parts of the world.

The task that faced His Majesty was formidable. Little had been achieved in the three years since the oil revenues had started coming in. There was a legacy of more than a century of stagnation, with its accompanying lack of development, illiteracy, high mortality rate and isolation. It is not too much to say that Oman, at this time, was one of the most backward countries in the Arab World. Added to this, there was a bitter local war in the south, where at the time of his accession the military situation was grave.

Meanwhile, His Majesty gave high priority to the expansion of the Sultanate's international relations, which had been almost non-existent before 1970. This has been successfully achieved and

His Majesty Sultan Qaboos welcomes Chinese president, Yang Shangkun, on his arrival in the Sultanate

diplomatic relations have been established with many countries throughout the world, regardless of their political complexions. His Majesty's policy being to extend the hand of friendship to all countries on the basis of non-interference in each other's internal affairs.

International contacts through the establishment of diplomatic relations and personal visits are seen by His Majesty to be of great importance in the quest for world peace and understanding between peoples. Relations have been established with both the non-communist and communist worlds; ambassadors were exchanged with the People's Republic of China some years ago, and most recently diplomatic relations have been established with the Soviet Union. His Majesty has paid State visits to brother countries of the G.C.C., Egypt, Jordan, the United Kingdom, United States, France and Spain.

His Majesty also pressed on with development planning. A list of priorities were carefully formulated; wasteful prestige projects were not considered. Advancement has been achieved through a series of Five Year Plans, of which the third is being completed this year. The result of this has been that, by the time the oil price crisis struck early in 1986, the Sultanate's infrastructural programme was virtually complete.

OMAN 1991.

It is not possible for a first-time visitor to the Sultanate of Oman, arriving at Seeb International Airport in 1990, and driving to Muscat along the 35 kms of lighted dual-carriageway road, over fly-overs, past modern Ministry buildings, schools, hospitals and commercial establishments, to visualise that only 20 years ago none of this existed. Any Omani will tell him that all this transformation is due to the inspiration and guidance of His Majesty Sultan Qaboos bin Said.

His Majesty was born in Salalah in Dhofar, the southern region of Oman, on 18th November 1940. He is eighth in the direct line of the Al Busaid Dynasty, which was founded in 1744 by Imam Ahmad bin Said, whose memory is still revered in Oman as a warrior and enlightened administrator who united the country after years of civil war. His Majesty's father, Sultan Said bin Taimur, died in 1972.

His Majesty spent his childhood and received the early part of his education in Salalah. At the age of 16 he was sent by his father to England where he attended a private educational establishment before entering the Royal Military Academy, Sandhurst as a cadet in 1960. His Majesty then served a tour of operational duty with a British infantry battalion and on the Staff in West Germany. Subsequently, he studied municipal government in England. Returning home on completion of a world tour, he spent the next six years in Salalah in accordance with his father's wishes. During those years his time was spent in studying Islam and the cultural and historical past of his country and people.

On the abdication of his father, Sultan Said bin Taimur, and his own accession in July 1970, His Majesty flew from Salalah to Muscat to be greeted by his people. Among his first acts were the abolition of

HIS MAJESTY SULTAN

QABOOS BIN SAID AL SAID

جاپانی شہنشاہ کی زندگی میں
وقوع پذیر ہونے والے
چند لمحات

ی خاندان تقریبات میں جا رہا ہے

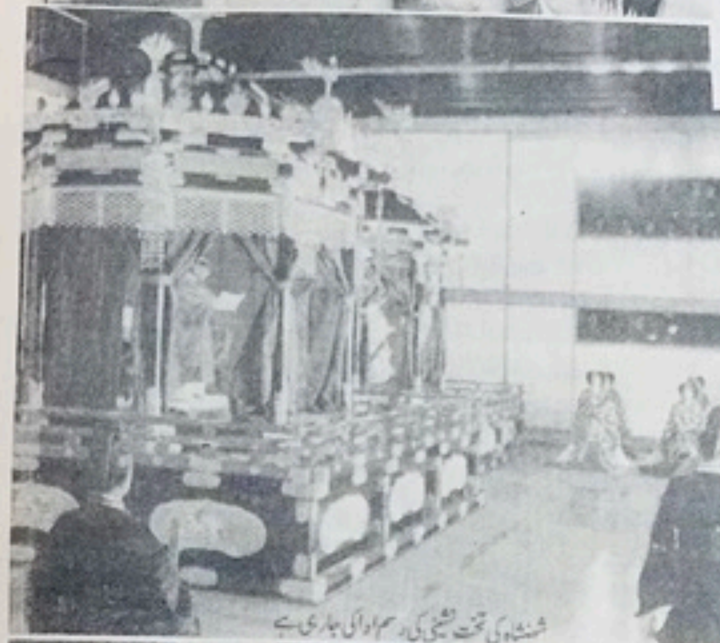

شہنشاہ کی تخت نشینی کی رسم ادا کی جا رہی ہے

His Imperial Highness Crown Prince Naruhito

The eldest son of Emperor Akihito and Empress Michiko, H.I.H. Crown Prince Naruhito (also known as Prince Hiro) was born on February 23, 1960.

Crown Prince Naruhito graduated from the Department of History in the Faculty of Letters of Gakushuin University in March 1982 and went on to take the first part of the doctoral course in history in the School of Humanities at the same university, specializing in the medieval history of Japan. In the fall of the same year he published a part of his graduation thesis, entitled "Some Remarks on Maritime Transportation in the Seto Inland Sea in the Medieval Period," in a bulletin of the Research Society of Transportation History. In July 1983 Crown Prince Naruhito went to England. The following October he entered the Graduate School of Oxford University, where he studied commodity transport on the River Thames in the latter half of the eighteenth century at Merton College. He took the opportunity during his vacation to travel throughout Europe, and he visited various places in North America on his way home to Japan in October 1985. After his return to Japan, he resumed his studies at the Graduate School of Gakushuin University, and in March 1988 he obtained his M.A. The Crown Prince continues his research in the medieval history of Japan at Gakushuin University.

The court rituals marking Crown Prince Naruhito's coming-of-age were held at the Imperial Palace on February 23, 1980. After that, he took part in various imperial functions and officially attended the summer session of the National Sports Festival and other events held in various places around the country. He also has made official visits to Bhutan, Brazil, the Federal Republic of Germany, India, and Nepal. He temporarily assumed the duties of the Emperor in matters of state on behalf of his grandfather, Emperor Hirohito, when his father, who as Crown Prince was then performing these duties, paid a state visit to the United States in October 1987.

Crown Prince Naruhito is fond of music and plays the viola and the violin. As a student, he actively participated in the Gakushuin University Orchestra as a regular member, taking part by playing the viola. He enjoys mountain climbing and is a member of the Japanese Alpine Club. Like the Emperor and Empress, he also enjoys tennis.

His Imperial Highness Prince Fumihito

The second son of Emperor Akihito and Empress Michiko, H.I.H. Prince Fumihito was born on November 30, 1965. He has the title of Aya-no-Miya (Prince Aya). Prince Fumihito graduated from the Department of Politics in the Faculty of Law of Gakushuin University in March 1988. The court rituals marking his coming-of-age were held at the Imperial Palace on November 30, 1985. Since then he has taken part in various imperial functions and has officially attended skiing competitions at the winter session of the National Sports Festival and other events held in various sites around Japan. In June 1988 Prince Fumihito in an official capacity attended a ceremony commemorating the eightieth anniversary of Japanese immigration to Brazil.

Prince Fumihito has great interest in all forms of natural life; he was installed as president of the Yamashina Institute for Ornithology in June 1986, as president of the World Wildlife Fund—Japan (WWF Japan) in October 1986, and as president of the Japanese Association of Zoological Gardens and Aquariums in May 1988.

In August 1988 Prince Fumihito went to England, where he has been studying zoology as a visiting postgraduate student at St. John's College, Oxford, since October 1988.

Her Imperial Highness Princess Sayako

The only daughter of Emperor Akihito and Empress Michiko, H.I.H. Princess Sayako was born on April 18, 1969. She has the title of Nori-no-Miya (Princess Nori). Princess Sayako is now in her first year in the Department of Japanese Literature in the Faculty of Letters of Gakushuin University.

Princess Sayako is interested in the use of seeing-eye dogs. In 1984, during a short trip to England, she visited two training centers there. In August 1988, when she visited Liechtenstein and Switzerland, she visited a training center near Berne. Princess Sayako enjoys bird watching. She studied the piano as a child and is now learning to play the flute.

Her Majesty Empress Michiko

Her Majesty Empress Michiko, the eldest daughter of Hidesaburo Shoda, the former president of a flour manufacturing company, was born in Tokyo on October 20, 1934. The Shodas are a scholarly family that has produced two recipients of the Order of Cultural Merit, the highest academic honor conferred by the Emperor upon distinguished scholars.

Empress Michiko attended Futaba Elementary School (Convent of the Sisters of the Infant Jesus) and Sacred Heart junior and senior high schools. In 1953 she entered the University of the Sacred Heart, specializing in English literature in the Department of Foreign Languages and Literature. At her graduation ceremony, she was valedictorian of her class. In 1958 she represented Japan at the first international conference of the sister schools of her alma mater, held in Brussels. On that occasion, she made a brief tour of several European countries and the United States.

Empress Michiko married then Crown Prince Akihito on April 10, 1959. The Imperial Household Council, headed by the prime minister and composed of representatives of the imperial family, the speaker of the House of Representatives, the president of the House of Councillors, the chief justice of the Supreme Court, and others gave their unanimous consent to the marriage, which was warmly welcomed by the nation.

After her marriage, the new Crown Princess accompanied Crown Prince Akihito on his visits to foreign countries, assisted him in receiving foreign guests visiting Japan, and participated in international events, thereby contributing to the promotion of international friendship. She visited 37 foreign countries with Crown Prince Akihito; she also accompanied him on his visits throughout Japan to attend various functions and on visits to social welfare facilities. Through meeting leading figures in every sphere of life on such occasions, she deepened her understanding of various problems and continually hopes for a better and prosperous life for the people.

While she was Crown Princess, Empress Michiko was the honorary vice-president of the Japanese Red Cross Society. On behalf of Empress Nagako, honorary president of the society, she attended the national convention of the society and the Florence Nightingale Medal Presentation Ceremony, giving encouragement to the people concerned. She has now become honorary president of the society.

Empress Michiko plays the piano and the harp. When Emperor Akihito plays the cello and Crown Prince Naruhito the violin, the Empress accompanies them on the piano. The Empress also likes embroidering, weaving, and other handicrafts. She loves flowers and in her residence and garden takes care of plants and shrubs that have been presented from all over Japan and from other countries.

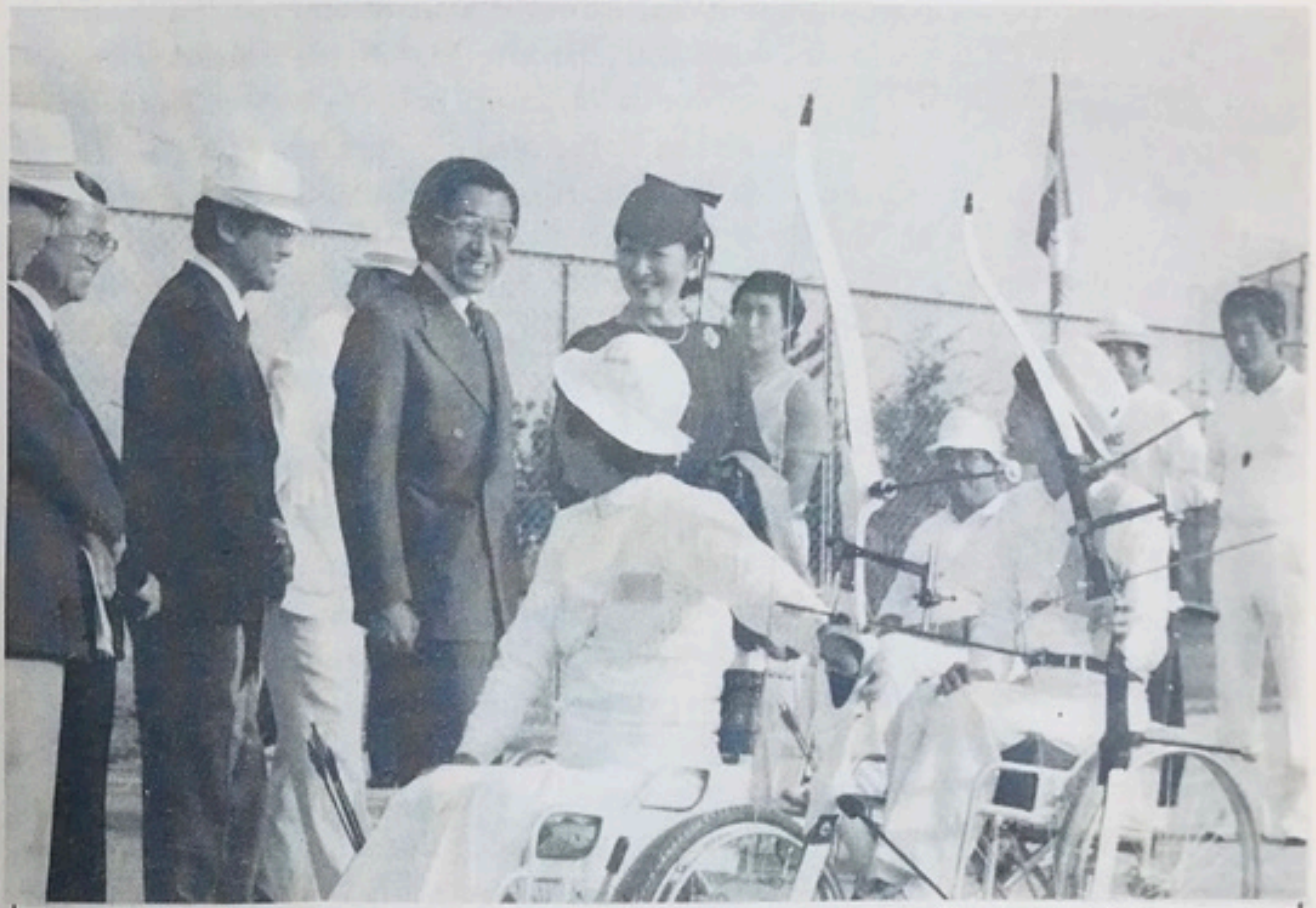

The Emperor and Empress, as Crown Prince and Princess, at the "Paralympics," cheering the physically-handicapped participants (October 1985)

Emperor Akihito and Empress Michiko have three children. In spite of her busy life with many official duties, the Empress has brought up her children with loving care. She always tries to spend as much time as possible with her family.

Modest and self effacing in her actions, the Empress has always taken great care to carry out her official duties with love and joy, and this has won her the affection and respect of the nation.

While he was Crown Prince, Emperor Akihito was appointed the honorary president or patron of many international events, including the Eleventh Pacific Science Congress (1966), the Japan World Exposition, Osaka (1970), the International Sports Games for the Disabled (1964), the International Skill Contest for the Disabled (1981), the Third Asian Games (1958), and the Universiade in Tokyo (1967).

The Emperor and Empress, as Crown Prince and Princess, watching the exhibition of ancient martial arts of Japan, with the then U.S. President and Mrs. Reagan on the occasion of their state visit to Japan (November 1983)

A noted ichthyologist, Emperor Akihito has made a taxonomic study of gobiid fish for many years and as a member of the Ichthyological Society of Japan has published 25 papers in the society's journal. He was installed as honorary president of the Second International Conference on Indo-Pacific Fishes in 1985 and presented to the symposium a report entitled "Some Morphological Characters Considered to Be Important in Gobiid Phylogeny," which was later included in the conference proceedings, "Indo-Pacific Fish Biology." He also authored the entries on many species of gobiid fishes in *The Fishes of the Japanese Archipelago*, published in November 1984. In 1980 he became a foreign member of the Linnean Society of London and in 1986 was elected an honorary member of this society.

The Emperor, as Crown Prince, surrounded by children at the "Healthiest School" Award presentation ceremony (November 1988)

In addition to his studies, the Emperor takes interest in a wide range of natural life and at the same time displays a deep concern for conservation. Because of his interest in history, he enjoys meeting and conversing with scholars about their respective fields. One of his favorite sports is tennis.

Crown Prince Akihito, together with Crown Princess Michiko, participated in such imperial functions as Their Majesties' New Year Reception, New Year lectures, the New Year's Imperial Poetry Reading, and imperial garden parties. They also participated in receptions for state and official guests from various foreign countries. In addition, they welcomed to their residence members of royalty and distinguished persons, including ministers and ambassadors from foreign countries. They also received many Japanese in the administrative and diplomatic fields, scholars, artists, and persons involved in social welfare. They met members of the Japan Youth Goodwill

The Emperor, then Crown Prince, reading the rescript of His late Majesty the Emperor as his proxy at the opening of the 113th (extraordinary) session of the Diet (July 1988)

Mission, which was founded in commemoration of their wedding, every year, as well as nearly 800 members of the Japan Overseas Cooperation Volunteers and others who visited their residence. The imperial couple had many opportunities to meet Japanese immigrants living abroad, to whom they gave encouragement to become good citizens in their adopted countries.

After September 1987 Crown Prince Akihito convoked the Diet on behalf of Emperor Hirohito and together with the Crown Princess attended ceremonies for the autumn session of the National Sports Festival, National Arbor Day, and other events.

The imperial couple also attended the following events held annually in different prefectures in Japan: the Inter-High School Championship Meeting,

At the "National Tree Cultivation Festival" in Toyama Prefecture, on the coast of the Japan Sea (October 1983)

the National Convention for the Development of an Abundantly Productive Sea, the National Silviculture Festival, and the National Sports Games for the Disabled. As honorary vice-presidents of the Japanese Red Cross Society, they attended the National Meeting for the Promotion of Blood Donations. The imperial couple also attended a number of national events, including the opening ceremonies of international conferences and commemorative meetings marking specific occasions. Visiting from 6 to 10 prefectures annually, they traveled to all 47 prefectures in Japan and visited many of the country's remote islands. On such trips they took the opportunity to visit social welfare, educational, and cultural facilities and to inspect the industrial situation in these areas. Especially interested in social welfare, they visited more than 300 facilities throughout the country for Hansen's disease and for disabled citizens, as well as homes for children and elderly citizens.

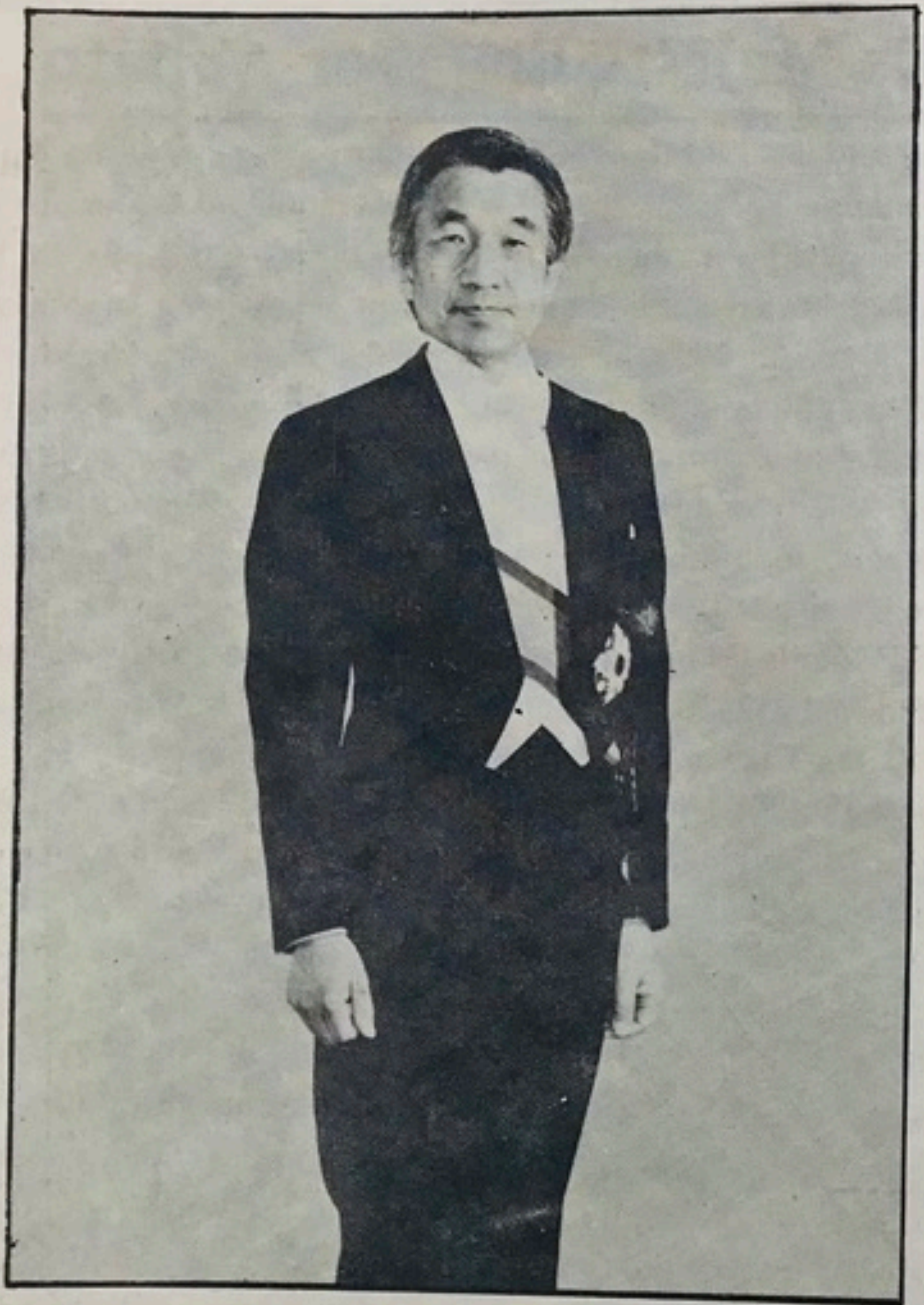

His Majesty Emperor Akihito

Her Majesty Empress Michiko

BEFORE THE USSR FINALLY RESPONDED TO OUR REASONABLE BUT FIRM PROPOSALS AND SERIOUS FORWARD MOVEMENT BEGAN. THE PROCESS TAKES PATIENCE BUT IT NEEDS TO START NOW BETWEEN PAKISTAN AND INDIA.

ON AFGHANISTAN, THE MAJOR VICTORY HAS BEEN WON IN THAT THE SOVIET ARMY HAS GONE HOME WITH IMMENSE REPERCUSSIONS. THAT REMAINS IS TO AGREE UPON A PROCESS OF SELF-DETERMINATION, FOR THE OVER FIVE MILLION REFUGES TO GO HOME FROM PAKISTAN AND IRAN, AND TO START ON THE RECONSTRUCTION OF THAT WAR-RAVAGED COUNTRY. PAKISTAN HAS THE MOST IMPORTANT ROLE TO PLAY IN THE POLITICAL SETTLEMENT PHASE PROCESS AS IT HAD DURING THE MILITARY PHASE.

THE UNITED STATES AND OTHERS ARE STILL INVOLVED, WANTING TO WORK WITH PAKISTAN FOR A SUCCESSFUL OUTCOME. THOSE THAT SAID OUR ASSISTANCE FOR THE AFGHAN RESISTANCE, AND FOR PAKISTAN ITSELF, WAS PREDICATED SOLELY UPON THE GOAL OF GETTING THE SOVIETS OUT OF AFGHANISTAN, SHOULD REFLECT UPON THE FACT THAT TWO-AND-A-HALF YEARS AFTER CHAIRMAN GORBACHEV TOLD PRESIDENT REAGAN THAT THE RED ARMY WAS IRAVING, OUR ASSISTANCE LEVELS ARE HIGHER THAN EVER FOR POTH ACCOUNTS. WE BELIEVE THAT THERE SHOULD BE A POLITICAL SETTLEMENT ACCEPTABLE NOT ONLY TO THE VAST MAJORITY OF AFGHANS, BUT ALSO TO THEIR NEIGHBORS. SO THAT A NON-ALIGNED, FREE AFGHANISTAN WILL EMERGE WHICH IS NOT A THEREAT TO ANY OF ITS NEIGEBORS NOR THREATENED BY THEM--AN AFGHANISTAN THAT IS NOT A SOURCE OF REGIONAL TENSIONS AND INSTABILITY, AS IT HAS OFTEN BEEN IN THE PAST. THAT IS THE PRIMARY REASON WE ARE STILL SUPPORTING POLITICAL, MILTARY, AND HUMANITARIAN BEFORTS TO BRING ABOUT A POLITICAL SETTLEMENT, REFUGEE RETURN AND RECONSTRUCTION. IN TALKS WITH THE SOVIETS, WE HAVE EMPHASIZED THAT NAJIBULLAH CONTINUING IN POWER WOULD BE TOTALLY UNACCEPTABLE TO THE AFGHAN PEOPLE, AND A PROCEDURE FOR SELE-DETERMINATION SHOULD BE PUT IN PLACE, FOCUSSED UPON ELECTIONS FREE OF THE INFLUENCE OF THE KABUL REGIME WITH THE ASSISTANCE OF THE UNITED NATIONS AND UOIC.

THANK YOU FOR LETTING ME SHARE MY THOUGHTS WITH YOU THIS EVENING. I WOULD BE HAPPY TO RESPOND TO YOUR QUESTIONS.

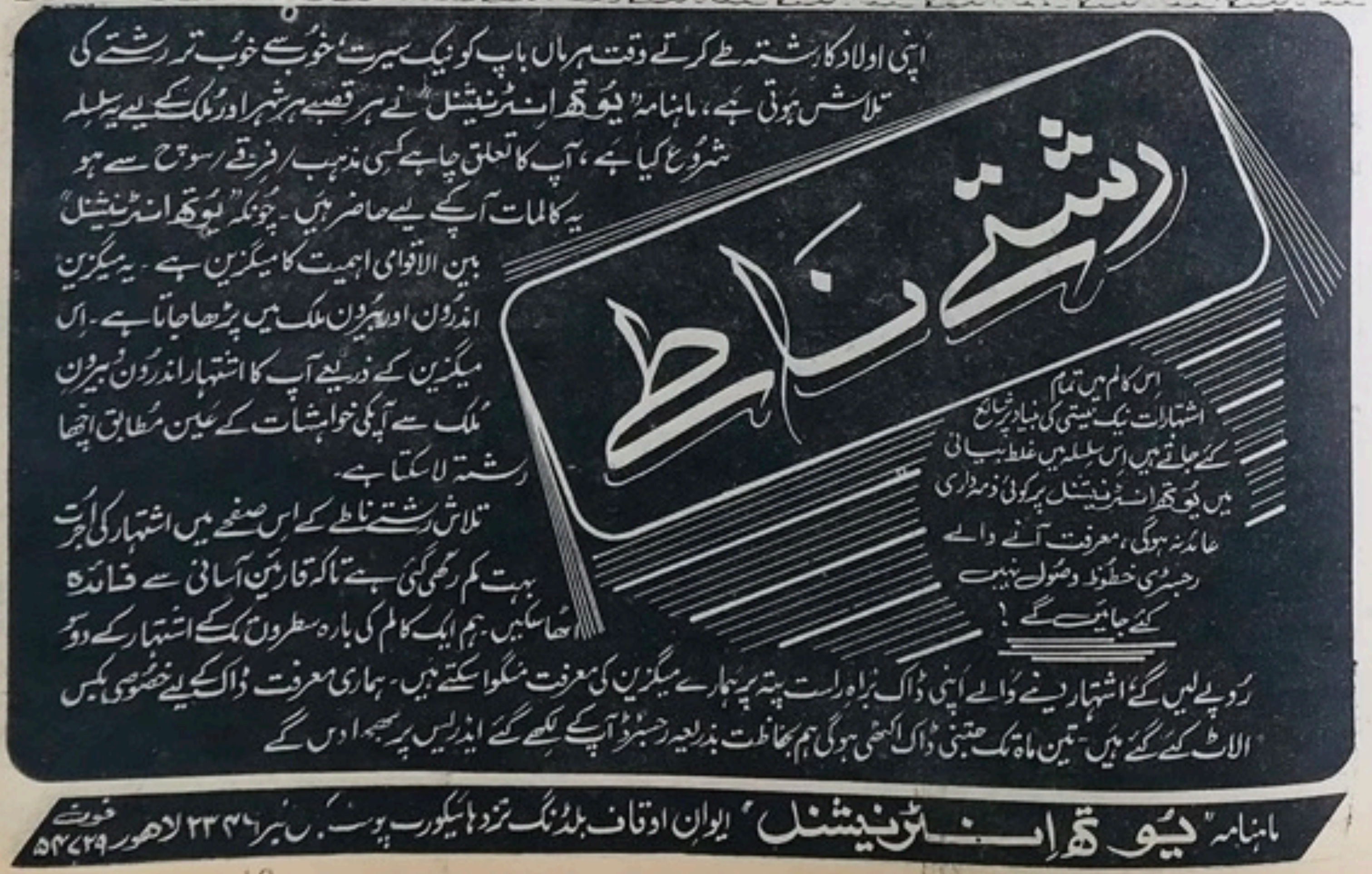

EMPEROR AKIHITO AND HIS FAMILY

His Majesty Emperor Akihito

His Majesty Emperor Akihito, who acceded to the throne on January 7, 1989, upon the demise of Emperor Hirohito (posthumously Emperor Showa), was born in Tokyo on December 23, 1933, the eldest son of Emperor Hirohito and Empress Nagako. He studied at Gakushuin elementary, junior high, and senior high schools. In 1952 he entered the Department of Politics in the Faculty of Politics and Economics of Gakushuin University. From April 1954 he continued his studies as an auditor and completed his university education in 1956. In addition to his studies at Gakushuin, he was given private lectures on many subjects, including the Constitution of Japan, by such eminent persons as the chief justice of the Supreme Court.

The Crown Prince's coming-of-age ceremony and his official investiture were celebrated in 1952, from which time he actively fulfilled his assigned duties. In 1953 the Crown Prince attended the coronation of Her Majesty Queen Elizabeth II of the United Kingdom on behalf of Emperor Hirohito. On that occasion he also visited countries in Europe and North America.

The Crown Prince married Miss Michiko Shoda in 1959. After their marriage the new imperial couple made official visits to 37 countries, the first one being the United States on the occasion of the centennial of Japanese-American relations in 1960. The other countries they visited were Afghanistan, Argentina, Australia, Brazil, Bulgaria, Denmark, Ethiopia, Finland, India, Indonesia, Iran, Ireland, Jordan, Kenya, Malaysia, Mexico, Nepal, New Zealand, Norway, Pakistan, Paraguay, Peru, the Philippines, Rumania, Saudi Arabia, Senegal, Singapore, Spain, Sri Lanka, Sweden, Tanzania, Thailand, the United Kingdom, Yugoslavia, Zaire, and Zambia. The Crown Prince visited most of these countries on behalf of Emperor Hirohito.

He acted in matters of state in accordance with the Constitution of Japan on behalf of Emperor Hirohito during the Emperor's visits to Europe in 1971 and to the United States in 1975 and also from the time Emperor Hirohito underwent an operation in September 1987 to his accession to the throne in January 1989.

THE RUSE TO SFEND MORE FOR DEFENSE BY BOTH PAKISTAN AND INDIA WHICH STARTED EARLIER THIS YEAR NEEDS TO STOP BEFORE IT CREATES MORE REGIONAL INSTABILITY AND FOSTERS THE KIND OF ANXIETIES WHICH CAN TO O EASILY LEAD TO POLITICAL AND EVEN MILITARY MISCALOULATION. AS WE HAVE SEEN IN SOUTH ASIA IN THE PAST AND IN THE MIDDLE FAST TODAY, IT WILL ALSO DEVOUR THE RESOURCES SO BADLY NEEDED FOR ECONOMIC DEVELOPMENT, THERE BY LEADING TO MORE DOMESTIC POLITICAL PROBLEMS.

IN ADDITION TO A MAJOR EFFORT AT REGIONAL CONFIDENCE BUILDING AND FORCE REDUCTION, THERE SHOULD BE STILL GREATER EMPHASIS AND EFFORT DIRECTED AT THE DEVELOPMENT AND STRENGTHENING OF DEMOCRATIC INSTITUTIONS AND MORE POPULAR PARTICIPATION IN GOVERNMENT; GREATER RESPECT FOR HUMAN AND CIVIL RIGHTS. GREATER EFFORT TO RESOLVE ETHNIC OR REGIONAL GRIEVANCES AFFECTING ONE OR MORE THAN ONE OF THE SOUTH ASIAN STATES BY POLITICAL DIALOGUE AND NEGOTIATION. DECLARING A NATIONAL OR REGIONAL STATE OF EMERGENCY OR ADOPTING OTHER MEASURES TO LIMIT DEMOCRACY AND POLITICAL PARTICIPATION AND FUTTING THE PARAMOUNT FOCUS UPON LAW AND ORDER AND CESSATION OF PROTEST BEFORE POLITICAL DIALOGUE BEGINS, IS OFTEN PRACTICED BUT HAS SHOWN LITTLE SUCCESS. IF THE USSR CAN ADOPT NEW THINKING ON DEMOCRATIZATION, POPULAR POLITICAL PARTICIPATION AND DESPONDING TO THE GRIEVANCES OF ITS CONSTITUENT REPBLICS. WHY NOT THE STATES OF SOUTH ASIA?

THERE SHOULD ALSO BE MORE ATTENTION AND REFORT TO ECONOMIC BEFORM, INCLUDING PRIVATIZATION RATHEP THAN STATE ENTERPRISE, SIGNIFICANTLY LOWER SUBSIDIES TO INDUSTRY AND AGRICULTURE, REDUCED DEFICITS, INCREASED INCENTIVES TO PRIVATE DOMESTIC AND FOREIGN INVESTMENT, IESS PROTECTIONISM AND MORE COOPERATION WITH INTERNATIONAL INSTITUTIONS SUCH AS THE IMF, IBRD, AND GATT. NOT ONLY HAVE FASTERN EUROPEAN COUNTRIES AND SUCH SOCIALIST STALWARTS AS MIXICO OPTED FOR SUCH BADICAL ECONOMIC

REFORM, THERE ARE THE IMMEDIATELY ADJACENT SUCCESS STORIES OF TURKEY, THAILAND, MALAYSIA, HONG KONG AND TAIWAN TO OBSERVE AND LEARN FROM; AND THERE ARE EQUALLY VISIBLE AND INSTRUCTIVE FAILURES SUCH AS BURMA. THE PRO IS A COUNTRY WHERE ONE CAN SEE BOTH, INCLUDING THE DANGERS OF BACKSLIDING OR STOPPING PART-WAY THROUGH A REFORM PROGRAM. SO WHY ARE THE SOUTH ASIAN STATES HESITATING, CLINGING TO DISCREDITED, TRADITIONAL THINKING?

OBVIOUSLY, IN LOOKING AT SOUTH ASIA, THERE IS ALSO AN URGENT NEED FOR POLITICAL SETTLEMENT OF THE ACTIVE STRUGGIES TAKING PLACE IN SRI LANKA, KASHMIR, AND AFGHANISTAN. THE FORMER TWO INVOLVE INDIA; THE LATTER TWO INVOLVE PAKISTAN.

WITH REGARD TO OUR RELATIONS WITH THE TWO SOUTH ASIAN REGIONAL POWERS, THE UNITED STATES AND PAKISTAN HAVE MAINTAINED A CLOSE RELATIONSHIP, WITH INTERMITTENT PERIODS OF DIFFICULTY, FOR MANY YEARS. I AM HAPPY TO SAY THAT U. S. RELATION WITH INDIA HAVE ALSO IMPROVED IN RECENT YEARS. DIFFERENCES IN OUR POINTS OF VIEW REMAIN, BUT WE ARE ENGAGED IN INTENSIVE DIALOGUE TO BUILD BILATERAL TIES AND ENHANCE REGIONAL STABILITY. THERE IS NO DIMINUTION IN THE STRENGTH OF CHINA'S RELATIONS WITH PAKISTAN, AND PAKISTAN,S RELATIONS WITH THE USSR ALSO SEEM TO BE SLOWLY IMPROVING DESPITE THE PROBLEM OF AFGHANISTAN. COINCIDENTALLY, THERE ARE ALSO IMPROVEMENTS IN SINO-SOVIET AND SINO-INDIAN RELATIONS JAPAN IS TAKING A MORE ACTIVE INTEREST IN THE SUBCONTINENT, EMERGING AS THE TO AID GIVEN AND INVESTOR. I WANT TO EMPHASIZE THAT U.S. RELATIONS WITH PAKISTAN AND INDIA SHOULD NOT BE SEEN IN SOUTH ASIA AS A "ZEOR-SUM GAME," AS OCCASIONALLY HAS BEEN THE CASE IN THE PAST. THE REAGAN AND BUSH ADMINISTRATIONS DELIBERATELY DISCARDED SUCH A VIEW OF U.S. INVOLVEMENT ON THE SUB-CONTINENT. WE HOPE THAT THE NEW ATTITUDES OF THE MAJOR POWERS TOWARD EACH OTHER AND SOUTH ASIA CAN LEAD TO REDUCED TENSIONS AND INCREASED CONFIDENCE IN THE REGION. HOWEVER, IT IS UP TO THE REGIONAL LEADERS, PAKISTAN AND INDIA, TO SHOW THE WAY. THE INTERNATIONAL ENVIRONMENT IS CONDUCIVE, BUT THE BURDEN LIES WITH THE COUNTRIES CONCERNED.TURNING TO MORE RECENT EVENTS IS ISLAMABAI, PAKISTAN NEEDS

URGENTLY TO PUT ITS DOMESTIC HOUSE IN ORDER AND THEN TO ADDRESS A NUMBER OF MAJOR UNRESOLVED ECONOMIC, SOCIAL AND NATIONAL SECURITY ISSUES.

POLITICALLY, PAKISTAN NEEDS TO REDRESS THE BEGINNINGS OF A SLIDE AWAY FROM DEMOCRACY TOWARD THE ILLUSORY, SHORT-LIVED COMFORT OF GREATER EMPHASIS UPON LAW AND ORDER AND BETTER ADMINISTRATION. THE CARETAKER GOVERNMENT IN PAKISTAN IS CONDUCTING INVESTIGATIONS INTO CORRUPTION AND HAS ANNOUNCED THAT SEVERAL PROMINENT PPP POLITICIANS, INCLUDING FORMER PRIME MINISTER BHUTTO, WILL BE BROUGHT TO TRIAL FOR ALLEGED OFFENSES CARRIED OUT WHILE THEY HELD OFFICES. IN MY VIEW, IF THERE IS TQ BE ACCOUNTABILITY FOR THOSE HOLDING POLITICAL OFFICE, IT SHOULD NOT START FROM THE NOVEMBER 16, 1988 ELECTIONS WHICH BROUGHT IN THE PPP, BUT SHOULD ALSO INCLUDE THE 1985-1988 PERIOD WHEN THE IJI PARTIES AND POLITICIANS RAN THE GOVERNMENT. OTHERWISE, THE PROCEDDINGS WILL INEVITABLY BE SEEN AS PARTISAN AND FURTHER DIVIDE THE COUNTRY. ANY PROCEEDINGS MUST ALSO MEET STRICT JUDICIAL STANDARDS OF FAIRNESS AND LUE PROCESS. IN THIS REGARD, THE PAKISTAN JUDICIARY HANDLED VERY DIFFICULT POLITICAL ISSUES IN 1988 WITH WISDOM AND INTEGRITY BOTH BEFORE AND AFTER ZIA'S DEATH AND CONTINUED TO DEMONSTRATE THESE QUALITIES IN SEVERAL IMPORTANT CASES THIS YEAR. I AM CONFIDENT THAT PRESIDENT GHULAM ISHAQ KHAN, A MAN WHO PUTS GREAT EMPHASIS ON THE LAW, WILL ALSO MAKE EVERY EFFORT TO ENSURE THAT PROPER JUDICIAL STANDARDS ARE FOLLOWED.

ECONOMICALLY AND SOCIALLY, PAKISTAN NEEDS TO TAKE MUCH FURTHER THE SOUND POLICIES ENUNCIATED AND PARTIALLY INITIATED BY THE BHUTTO ADMINISTRATION. THESE INCLUDE:

- ECONOMIC REFORM, INCLUDING CONTINUED ADHERENCE TO THE IMF ECONOMIC STABILIZATION PROGRAM;
- PRIVATIZATION, STARTING WITH THE FINANCIAL SECTOR AND MOVING ON TO OTHER LARGE STATE ENTERPRISES;
- ENOCURAGING FOREIGN AND DOMESTIC PRIVATE INVESTMENT;
- IN EDUCATION, CONTINUING THE EXCELLENT BEGINNINGS UNDER BHUTTO TO EXPAND PRIMARY EDUCATION AND THEN MOVE ON TO HIGHER EDUCATION;
- IMPROVING BASIC HEALTH CARE AT THE GRASS ROOTS LEVEL;
- AN EMPHASIS UPON POPULATION PLANNING; AND
- A CONTINUED COMMITMENT, FOLLOWED UP WITH CONCRETE ACTIONS, TO HUMAN RIGHTS.

PAKISTAN'S NATIONAL SECURITY AGENDA INCLUDES THE NEED TO BETTER MANAGE THE RELATIONSHIP WITH INDIA, INCLUDING THE UNRESOLVED QUESTION OF KASHMIR AS WELL AS BROADER ISSUES OF CONFIDENCE BUILDING AND NON-PROLIFERATION; CONTRIBUTING MORE ACTIVELY TO EFFORTS TO FIND A SOLUTION TO THE AFGHANISTAN PROBLEM; AND CONTINUING TO SEEK A POSITIVE RESPONSE FROM INDIA AND THE REST.
ON KASHMIR, THE FACT THAT THERE HAVE BEEN A SERIES OF HIGH LEVEL DIPLOMATIC MEETINGS BETWEEN PAKISTAN AND INDIA IS ENCOURAGING. THESE TALKS SHOULD CONTINUE UNTIL THEY CREATE AN ONGOING PROCESS OF DIALOGUE, IN WHICH IT WILL BECOME ROUTINE FOR BOTH STATES TO WORK, CALMLY AND WITHOUT EASTERN OR HINDRANCE, TO RESOLVE NOT ONLY KASHMIR BUT THEIR OTHER IMMEDIATE DISPUTES AND DISCUSS A WITH RANGE OF CONFIDENCE AND SECURITY-BUILDING MEASURES. FOR FIFTEEN YEARS' THE U. S. HAS ENGAGED IN A SIMILAR PROCESS IN FAST-WEST RELATIONS, BEGINNING WITH THE HELSINKI SUMMIT IN 1975. OUR EXPERIENCE HAS BEEN THAT IDEAS TO BUILD MUTUAL CONFIDENCE ABOUND, AND EACH ONE PUT INTO PRACTICE CREATES A STRONGER FOUNDATION FOR THE NEXT ONE. CNCE YOU START EACH STEP GETS RASIER. HOWEVER, LET MR EMPHASIZE THAT IT TOOK A DECADE OF PATIENT, PERSISTENT INSISTENCE AND PERSUASION

AND POLITICAL PHILOSOPHY OF THE USSR HAD HIT A DEAD END. RADICAL CHANGE AND NEW THINKING WERE ESSENTIAL.

THE PROCESS OF BASIC DOMESTIC CHANGE HAS BEGUN BUT ITS ULTIMATE OUTCOME IS UNCLEAR. ECONOMICALLY, THE NEW FREE-MARKET, DECENTRALIZATION IDEAS ARE RAISING SERIOUS DOUBTS EVEN AS THEY RAISE HIGH HOPES. THE SAME IS TRUE OF THE DECISION TO NEGOTIATE FOR A FORM OF SELE-DETERMINATION, AUTONOMY OR INDEPENDENCE NOT ONLY WITH THE BALTIC STATES BUT ALSO EACH OF THE SIXTEEN SOVIET REPUBLICS WHICH WISHES TO DO SO.

CEN THING IS CLEAR, NAMELY THE SHIFT IN U.S.-SOVIET FOREING RELATIONS FROM ADVERSARIAL CONFRONTATION TO CONSTRUCTIVE, AND EVEN ACTIVE COOPERATION ON MANY ISSUES. OUR DIFFERENCES HAVE OBVIOUSIY NOT ALL DISAPPEARED, NOR HAS THE IDEA OF GREAT-POWER RIVALRY. BOTH COUNTRIES HAVE STRATEGIC NUCLEAR ARSENALS STILL IN PLACE, AND THERE ARE TOUCH NEGOTIATIONS AHEAD. BUT BOTH ARE SEEKING TOGETHER TO REDUCE DRASTICALLY WEAPONS OF MASS DESTRUCTION AND CONVENTIONAL FORCES, TO RESOLVE REGIONAL CONFLICTS PEACEFULLY AND TO DEAL WITH DANGEROUS TRANS-NATIONAL ISSUES SUCH AS THE ENVIRONMENT AND

NARCOTICS.

THE U.S.- SOVIET RESPONSE TO IRAQ'S THREAT TO THE GULE REGION AND THE WORLD IS THE LATEST AND THE MOST DRAMATIC CASE OF THIS NEW COOPEPATION, SINCE IT HAS REQUIRED THE USSR TO TAKE A STRONG PUBLIC STAND AGAINST A TREATY ALLY AND RECIPENT OF LARGE--SCALE MILITARY POLITICAL AND ECONOMIC SUPPORT. HOWEVER, IN SOME WAYS IT IS A NATURAL EVOLUTION OF POLICIES SEEKING REGIONAL COOPERATION BEGUN DURINT THE REAGAN ADMINISTRATION. SOUTHERN AFRICA, NICARAGUA AND CAMBODIA ARE ADDITIONAL EXAMELES OF SUPERPOWER COOPERATION WHICH BEGAN THEN AND WHERE TANGIBLE RESULTS HAVE BEEN ACHIEVED DURING THIS ADMINISTRATION, OR IN THE CASE OF CAMBODIA, SEEM ABOUT TO BE. AFGHANISTAN IS ANOTHER ISSUE ON THE AGENDA BUT ONE WHICH DOES NOT APPEAR AT PRESENT AS VERY SUSCEPTIBLE TO MEANINGFUL AGREEMENT.

A VERY IMPORTANT ELEMENT OF THIS BURGEONING COOPERATION HAS BEEN THE POLICY OF BOTH THE U.S. AND THE USSR TO INVOLVE WHERE POSSIBLE THE UN REGIONAL ORGANIZATIONS, AND REGIONAL POWERS RATHER THAN ATTEMET TO REACH, AND THEN IMPOSE BILATERALLY, AGREEMENTS UPON THIRD COUNTRIES. THIS IS A HEALTHY RECOGNITION BY BOTH POWERS OF THE LIMITS OF .

WHAT THEY CAN ACHIEVE: BY THE USSR OF THE MULTINATIONAL APPROACH SO LONG ADVOCATED BY THE U.S., AS WELL AS ITS DESIRE NOT TO APPEAR AS A U.S. OF THE DANGERS OF BEING SEEN AS THE WORLD'S SOLE JUDGE OR POLICEMAN, PLUS A DESIRE TO SHARE THE FINANCIAL AS WELL AS POLITICAL BURDENS OF A CHANGING INTERNATIONAL ORDER. IN THE CASE OF NAMIBIA, THE UN, OAU AND REGIONAL STATES HAVE JOINED IN SUPPORT FOR WHAT LOOKS TO BE A DURABLE SOLUTION. IN THE CASE OF NICARAGUA, THE PEACEFUL RESOLUTION OF A LONG-STANDING THREAT TO CENTRAL AMERICA HAS BEEN SUPPORTED BY THE UN, THE OAS AND REGIONAL STATES. CAMBODIA AND ANGOLA ARE GOOD PROSPECTS TO FOLLOW SUIT, BASED UPON THE SAME SORT OF BROAD INTERNATIONAL AND REGIONAL PARTICIPATION AIDED BY U.S.-SOVIET BILATERAL COOPERATION. WE ARE SEEKING AGREEMENT ON A SIMILAR APPROACH TO A POLITICAL SETTLEMENT FOR AFGHANISTAN. WE OBVIOUSLY HOPE THAT OVER TIME THE CRISIS CAUSED BY IRAQ WILL BE SUSCEPTIBLE TO SUCH A SOLUTION, BASED UPON THE RESOLUTIONS OF UNSC.

THIS NEW APPROACH HAS BEEN AS EVIDENT IN U.S.-SOVIET DIPLOMACY ON THE FUTURE OF EUROPE AS IT HAS BEEN WITH RESPECT TO THIRD WORLD ISSUES. THAT IS WHY THE TIRELESS EFFORTS OF PRESIDENTS BUSH AND GORBACHEV, AND SECRETARY OF STATE BAKER AND FOREIGN MINISTER SHEVARENADZE, HAVE INVOLVED MORE MULTILATERAL THAN BILATERAL MEETING, TAKINGS, TAKING INTO ACCOUNT VIEWS OF KEY REGIONAL STATES PLUS MULTINATIONAL ORGANIZATIONS SUCH AS

NATO, THE EC, THE WARSAW PACT AND CSCE, AS WELL AS COOPERATION BETWEEN THE U.S. AND USSR. BROAD-BASED GLOBAL SUPPORT IS NOT ONLY MUCH MORE LIKELY TO PRODUCE DURABLE SOLUTIONS, BUT ALSO TO GAIN LONG-TERM SUPPORT FROM THE U.S. PUBLIC AND THE CONGRESS. UNILATERAL OR BILATERAL ACTION IS NOT. THIS A LESSON OF RECENT U.S. FOREING POLICY WHICH WE SHOULD KEEP CLEARLY IN MIND.

ANOTHER IMPORTANT DEVELOPMENT WHICH HAS BECOME EVIDENT DURING THE COURSE OF THIS YEAR IS THE EVEN GREATER IMPORTANCE ATTACHED TO THE IMF. THE IBRD AND GATT, NOT JUST BY THE THIRD WORLD OR EVEN THE INTIRE FREE WORLD, BUT ALSO BY THE FORMER COMMUNIST STATES OF EUROPE. THESE INSTITUTIONS ARE SEEN AS VITAL FOR THE EVOLUTION FROM FUROPEAN SOCIALIST TO FREE MARKET ECONOMIES AS WELL AS FOR THE REFORM OF THIRD WORLD ECONOMIES, AND TO THE LONG-TERM ECONOMIC WELL-BEING OF THE ENTIRE WORLD.

NOW WHAT DOES ALL THIS MEAN FOR SOUTH ASIA? I FEAR IT MEANS THAT THE REGION PLAY CATCH-UP PALL BEFORE THE CLOCK RUNS OUT AND CURRENT SERIOUS PROBLEMS BECOME IANGEROUSIY WORSF. THIS MEANS NOT STICKING WITH TRADITION PUT DRAWING UPON THE LESSONS OUTLLINED ABOVE WEETHEER THEY BE FORFIGN POLICY, DEFENSE, ECONOMIC, SOCIAL OR POLITICAL ISSUES. IT MEANS MORE INVOLVEMENT OF INTERNATIONAL AND BEGIONAL ORGANIZATIONS. IT MEANS A GREATER SPIRIT OF CONCILIATION AND COMPROMISE; AND IESS ATTENTION TO OLD BIVALRIES AND RESENTMENTS, BE THEY EXTERNAL OR INTERNAL. THERE SHOULD BE A MORE AGGRESSIVE REGIONAL SEARCH FOR CONFLICT-RESOLUTION, CONFIDENCE BUILDING, NON-INTERFERENCE AND FORCE-REDUCTION MEASURES, RECOGNIZING THAT THE TIME TO BREAK WITH THE PAST IS NOW. THIS WOULD INVOLVE NEGOTIATIONS AIMED AT THE SAFEGUARD, REDUCTION AND EVENTUAL ELIMINATION OF NUCLEAR WEAPONS CAPABILITIES IN THE REGION; THE NON-ACQUISITION AND/OR ELIMINATION OF CHEMICAL WEAPONS IN THE REGION; ADOPTION BY THE REGION OF A MISSILE-CONTROL REGIME ANALOGOUS TO THE EXISTING GLOBAL REGIME WHICH IS OBTAINING GREATER SUPPORT INCLUDING THAT OF THE USSR. SAARC SHOULD BE STRENGTHENED . AND USED TO HELP. THE U. S. AND USSR SHOULD ALSO DO WHAT THEY CAN TO ASSIST, DRAWING UPON THEIR SUCCESSFUL EXPERIENCE IN MULTILATERAL AND MULTILATERAL NEGOTIATIONS ON THE SAME ISSUES. THERE SHOULD ALSO BE A ROLE FOR THE PRC, GIVEN ITS SPECIAL IMPORTANCE TO THE REGION. IT MAY BE THAT THE ON COULD PLAY A ROLE. IF THE U. S. AND USSR, NATO AND WARSAW PACT STATES CAN ADOPT SUCH A NEW APPROACH, WHY NOT THE STATES OF SOUTH ASIA?

AS I TOLD A PAKISTANI AUDIENCE LAST MONTH OUR GOVERNMENT TAKES THE POSITION THAT THE INTRODUCTION INTO THIS REGION OF NUCLEAR WEAPONS-- OR CHEMICAL WEAPONS FOR THAT MATTER--IS A HIGHLY DANGEROUS DEVELOPMENT, BRINGING ACUTE RISK FOR MILLIONS OF SOUTH ASIANS AND INCALCULABLE CONSEQUENCES. THE U. S. BELIEVES THAT REGIONAL APPROACHES TO THE DANGEROUS ISSUES OF NUCLEAR AND CHEMICAL WEAPONS, BALLISTIC MISSILES, AND CONVENTIONAL ARMS BUILDUP ARE THE MOST PRACTICAL, PERHAPS ONLY, WAY TO OBTAIN LONG-TERM SOLUTIONS. THE U. S. FEELS STRONGLY THAT AN ACCELERATED ARMS RACE BETWEEN INDIA AND PAKISTAN WOULD BRING BOTH PARTIES LESS SECURITY RATHER THAN MORE--AS IT HAS IN THE MIDDLE FAST.

THE MIDDLE FAST OVER THE PAST DECADE HAS SEEN A FEVERISH ARMS RACE, CONVENTIONAL AND UNCONVENTIONAL. THE NET RESULT, EVEN AS REGARDS ISRAEL, IS A CLIMATE OF INCREASING IANGER RATHER THAN GREATER SECURITY. IT HAS FED SADDAM HUSSEIN. S AMBITIONS AND HEIGHTENED THE DANGERS TO THE REGION, AS WELL AS TO HIS OWN AGGRESSIVE COUNTRY. THIS RECKLESS BEHAVIOR MAY STEM IN PART FROM THE FEELING THAT MORE ARMS MAKE HIM INVULNERABLE AND BEYOND THE POLITICAL LAWS OF GRAVITY. IRAQ WILL LEARN A HARD LESSON PUT IT HAS NECESSITATED AN UPRECEDENTED INTERNATIONAL UNDERTAKING. GOING EVEN BEYOND THE U. S.- LED, UN-APPROVED RESPONSE TO NORTH KOREA'S INVASION OF THE SOUTH IN BREADTH OF POLITICAL RESPONSE. IT HAS CAUSED GREAT SACRIFICES TO REGIONAL STATES AS WELL AS TO THE WORLD IN GENERAL. IT MUST NOT BE REPEATED IN THE MIDDLE FAST OR ELSEWHERE.

TEXT OF OAKLEY SPEECH

ایشیا سوسائٹی
واشنگٹن میں
امریکی سفیر رابرٹ بی اوکلے کی
پاکستانی سیاست پر تقریر جس سے
نگران وزیر داخلہ
زاھد سرفراز چلا اُٹھے؟
نواز شریف نے خاموشی
اختیار کر لی؟

FOLLOWING IS TEXT OF THE SPEECH GIVEN BY U.S. AMBASSADOR TO PAKISTAN ROBERT B. OAKLEY TO THE ASIA SOCIETY IN WASHINGTON ON SEPTEMBER 11, 1990. THE SPEECH WAS RECORDED BY VOA FOR LATER USE.

BEGIN TEXT

ALTHOUGH THE ANNOUNCED TOPIC OF MY REMARKS IS AN UPDATE ON PAKISTAN, THE PREPARED TEXT WIL BE A GENERAL OVERVIEW OF TODAY'S WORLD AND U.S. FOREIGN POLICY TRENDS AND WHAT THEY IMPLY FOR SOUTH ASIA. AT THE END, I WILL PROVIDE A BRIEF UPDATE ON PAKISTAN AND TRY TO ANSWER YOUR QUESTIONS ON THE LATEST TWISTS OF THE KALEIDOSCOPE THERE.

IFT ME BEGIN BY RECALLING WE HAVE BOTH INTERVENTIONIST AND ISOLATIONIST STRAINS IN U.S. FOREIGN POLICY, COMPETING FOR INFLUENCE AMONGST PUBLIC AND POLITICAL OPINION AND CAUSING PERIODIC CONTRADICTIONS IN OUR DESIRE AND THE MEANS WE ARE WILLING TO MAKE AVAILABLE FOR AN ACTIVE WORLD ROLE. WE SAW A CONFLICT BETWEEN THESE TENDENCIES MOST CLEARLY IN THE YEARS IMMEDIATELY FOLLOWING WILL, AND AGAIN AFTER THE KOREAN AND VIETNAM WARS WHEN ISOLATIONIST PRESSURES WERE STRONG. IT SEEMED UP UNTIL A COUPLE OF MONTHS AGO THAT THIS MIGHT AGAIN BE THE CASE, BUT SADDAM HUSSEIN'S PRELIGERENCY AND DISDAIN FOR ESTABLISHED NORMS OF INTERNATIONAL CONDUCT HAS ONCE AGAIN RALLIED SUPPORT FEHIND A WORLD LEADERSHIP ROLE FOR THE UNITED SATES.

AS WAS THE CASE AFTER WILL, THERE IS A DANGEROUS VACUUM AND WE SEEM THE ONLY ONES ABLE AND WILLING TO FILL IT. THIS IS BOTH A COMPLIMENT AND A CHALLENGE TO THE UNITED STATES SINCE WE MUST DEVELOP A SUSTAINABLE POLICY, NOT MERELY ONE WHICH IS APPLICABLE TO TODAY'S CRISIS. PRESIDENT BUSH AND HIS STRONG NATIONAL SECURITY TEAM ARE HARD AT WORK DOING PRECISELY THIS. IT WILL TAKE TIME AS WELL AS HARD WORK. FORTUNATELY, HOWEVER, THE SAME SET OF VALUES WHICH HAS SUSTAINED SUCCESSIVE ADMINISTRATIONS EVER SINCE WWII

REMAINS APPLICABLE FOR THE FUTURE, PROVIDED WE CAN SUCCESSFULLY ADOPT THEM TO A CHANGING WORLD SCENE.

AMERICANS HAVE TRADITIONALLY BELIEVED IN FREEDOM, DEMOCRACY, HUMAN RIGHTS, A FREE MARKET ECONOMY AND THE POWER OF INDIVIDUAL INITIATIVE AS THE BEST MEANS FOR REALIZING HUMAN POTENTIAL, INDIVIDUALLY AND COLLECTIVELY, AT HOME AND ABROAD. WE ALSO BELIEVE THAT WHEN COMBINED WITH AN ADEQUATE DEFENCE AGAINST AGGRESSION. THEY PROVIDE THE BEST OPPORTUNITY FOR ENSURING FEACE AND GENERATING ECONOMIC DEVELOPMENT.

THESE BELIEFS HAVE OFTEN BEEN CRITICIZED ABROAD AS SIMPLISTIC AND NAIVE - ESPECIALLY BY OUR MORE SOPHISTICATED EUROPEAN ALLIFS; OR AS A COVER FOR SINISTER NEO - IMPERIAL AMBITIONS - ESPECIALLY BY LEFTIST POLITICAL THINKERS IN THE THIRD WORLD; OR AS HOSTILE ENCIRCLEMENT - BY THE COMMUNIST POWERS. HOWEVER, THE AMERICAN PEOPLE AND THEIR FREELY - ELECTED REPRESENTATIVES HAVE BACKED THESE BELIEFS WITH HUNDREDS OF BUILDINGS OF DOLLARS - TRILLIONS OF TODAY'S DOLLARS - AND WITH THE STATIONING MILLIONS OF UNITED STATES MILITARY AND CIVILIAN PERSONNEL APROAD, SHOWING TO THE REST OF THE WORLD THE CREDENCE WE FLACED IN ACTIVELY THE CREATION OF A WEB OF INTERNATIONAL AND REGIONAL ORGANIZATIONS IN ORDER TO MINIMIZE OUR UNILATERAL INVOLVEMENT AND MAXIMIZE BROAD, INSTITUTIONAL SUPPORT FOR THE SORT OF WORLD IN WHICH WE BELIEVED.

NOT ONLY DID WE SUPPORT ORGANIZATIONS SUCH AS NATO AND THE ORGANIZATION OF AMERICAN STATES, IN WHICH THE U.S. HAD PREDOMINANT INFLUENCE, BUT ALSO ORGANIZATIONS THAT HAVE EVOLVED INTO THE EUROPEAN COMMUNITY, THE ORGANIZATION OF AFRICAN UNITY, AND ASEAN, WHERE WE ARE NOT REPRESENTED AT ALL. THE UNITED NATIONS AND ITS SPECIALIZED AGENCIES, THE OREATE IN WHICH THE BALANCE OF POWER HAS SHIFTED - AS FORESEEN IN THEIR GUIDELINES - SO THAT OUR VOICE AND VOTE HAVE DIMINISHED RELATIVE TO SUCH STATES AS THE MEMBERS OF THE EC AND JAPAN, AND NEVER DEVELOPING STATES SUCH AS THE MEMBER SO ASEAN, THE ROK AND SAUDI ARABIA. ALTHOUGH WE ARE SOMETIMES FRUSTRATED AT OUR INABILITY TO OBTAIN FULLY FAVOURABLE RESULTS FROM THESE ORGANIZATIONS, AND/OR THE REFUSAL OF THOSE WHO HAVE RECEIVED OUR ASSISTANCE IN THE PAST TO ALWAYS FOLLOW OUR LEAD, I BELIEVE THAT THE VALIDITY OF THIS EARLY VISION IS SELF - EVIDENT, TODAY MORE THAN EVER BEFORE. THOSE WHOM WE HELPED TO RECOVER FROM WORLD WAR II, AND THOSE WHOM WE ASSISTED TO EMERGE ECONOMICALLY ARE FOLLOWING THE GENERAL APPROACH WE ADVOCATED AND ARE BEGINNING TO SHOULDER A GROWING SHARE OF THE BURDEN OF HELPING THE REST OF THE WORLD AND FINANCING INTERNATIONAL INSTITUTIONS -- BURDEN WE BORE ALMOST ALONE FOR THREE DECADES AFTER WWII. THE CRITICS AND ENEMIES OF OUR APPROACH HAVE BEEN OR ARE BEING CONVERTED.

KARL MARX WAS PARTIALLY CORRECT WHEN BE WROTE OF ECONOMIC DETERMINISM SHAPING HISTORY. HOWEVER HE AND HIS SUCCESSORS, STARTING WITH LENIN, WERE TOTALLY WRONG IN THINKING THIS WOULD KILL CAPITALISM AND CONSOLIDATE COMMUNISM. THANKS IN MAJOR PART TO THE ECONOMIC STRENGTH OF ASEAN, THERE WAS NO DOMINO EFFECT AFTER THE FAIL OF SOUTH VIETNAM. AN THANKS IN MAJOR PART OF THEIR TERMINAL ECONOMIC WEAKNESS, WE HAVE SEEN A REAL DOMINO EFFECT SWEEP THE STATES OF ESTERN EUROPE. AT THE SAME TIME, OF COURSE, ESTERN EUROPE AND MUCH OF THE WORLD HAS BEEN GALXANIZED BY THE RESURGENT DEMAND OF PEOPLE FOR SELF - DETERMINATION AND DEMOCRACY, A MOVEMENT AS WIDESPREAL AND POWERFUL AS THE DEMAND FOR SELF - DETERMINATION AND INDEPENDENCE FROM COLONIAL RULE WHICH SWEPT THE WORLD AFTER WWII.

THIS DEMAND FOR SELF - DETERMINATION AND FREE - MARKET ECONOMIES HAS BEEN PARALLEIED BY A GIOBAL WITHDRAWAL OF THE SOVIET UNION - UNDER ACCUMULATED POLITICO-MILITARY PRESSURE FROM NATO STRENGTH AND SOLIDARITY, AND FROM THE POWERFUL REPERCUSSIONS OF THE DEFEAT IN AFGHANISTAN - COMBINED WITH LOOMING SOCIAL AND ECONOMIC COLLAPSE AT HOME AND THE STRIKING EXAMPLES OF SUCCESS IN WESTERN EUROPE.

UNLIKE HIS PREDECESSORS, GORBACHEV RECOGNIZED THAT THE TRADITIONAL FOREIGN, ECONOMIC

Airex

brings 26 towns close to one another

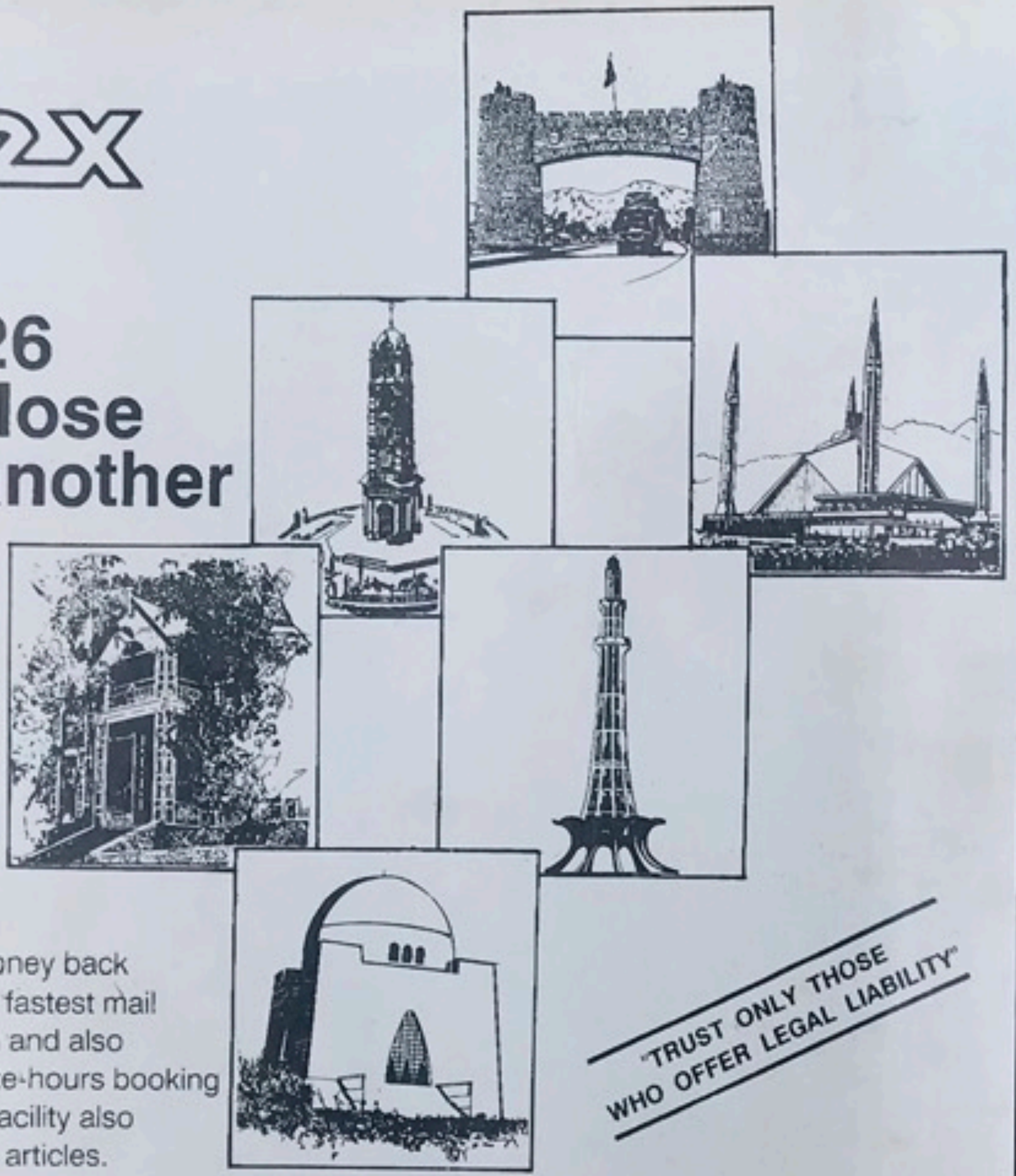

"TRUST ONLY THOSE WHO OFFER LEGAL LIABILITY"

Safe and sure, with money back guarantee, Airex is the fastest mail service within Pakistan and also surprisingly cheap. Late-hours booking available and pick-up facility also provided for 5 or more articles.

For further information please contact your nearest G.P.O. or phone:

Abbotabad	4437	Kotri	24651
Attock	2523	Lahore	68679
Bahawalpur	3371	Larkana	23296
Dera Ismail Khan	3961	Mardan	2948
Faisalabad	34243, 25941	Multan	40929, 42344
Gilgit	2316	Muzaffarabad	2329
Gujranwala	75687	Peshawar	74423, 74425, 41294
Gujrat	4088	Quetta	74028, 74030, 74042
Hala	202	Rawalpindi	64183, 65691, 65708, 840332
Hyderabad	24651	Sahiwal	2241
Islamabad	825957	Sargodha	63066
Jhelum	3309	Sialkot	86148
Karachi	210944	Sukkur	84116, 84210

Rates :

i.	Upto 250 Grams	Rs.15/-
ii.	Over 250 Grams upto 500 Grams	Rs.20/-
iii.	Over 500 Grams upto 1 Kg	Rs.28/-
iv.	Over 1 Kg upto 3 Kg	Rs.50/-
v.	Over 3 Kg upto 5 Kg	Rs.65/-
vi.	Over 5 Kg upto 7 Kg	Rs.78/-
vii.	Over 7 Kg upto 10 Kg	Rs.100/-

The Fastest Delivery Service

Pakistan Post Office

Airex

PID (I)

United: Islamabad

THE YOUTH INTERNATIONAL MAGAZINE

Reged No. L8503

Vol.2 Nos. 11 - 12

months of

Nov.December, 1990.

EDITOR-IN-CHIEF
Mohammad Siddique-ul-Qadri

ASSISTANT EDITORS
M.Wasim Bhatti
Shahnaz Rashid
G.M.Qadri

REPORTERS
Miss. Samina Qadri
Taussef-ul-Qadri

Circulation Manager
ABDUL SATTAR NIAZI

Correspondants

Karachi	Abdul Rafique
Queeta	: Sarfarz Alam, M. Riaz
Pashawar	: Gul Ghani, Mohd. Riaz
Gilgit	: Shehzada Hussain

Foreign Correspondants

West Germany	: M.Arif Salimi
Saudia Arabia	: Sultan Ahmed
Canada	: Zubair Chaudry
England	: M. akram
U.S.A	: Kamar Saeed

Address for Correspondance
The Monthly youth International
Aiwan-e-Auqaf Building (Near High Court)
P.O Box 2346, G.P.O Lahore (Pakistan)
Publisher : Mohammed Siddique-ul-Qadri
Monthly Youth International
(Urdo, English) Tel : 54729

Printed by Jisarat Printers
24 Sircular Road, Lahore Pskistan.

Price : Rs. 15.00

CONTANTS

Speech of Robert B. Oakley 4
Japnees emperor and his family 11
Oman 1991 24
visit of Sudaness president Gen Omer Hasan ahmed El-Bashir 36
A write up on Nepal 51

THE YOUTH INTERNATIONAL MAGAZINE

On The Approved Central Media List Of The Govt. Of Pakistan.

The Emperor and His Family